ستمبر ۲۰۰۰ء

جمادی الثانی ۱۴۲۱ھ

العصر

پشاور

پاکستان

ماہنامہ

مدیر مسئول

مفتی غلام

جامعہ عثمانیہ

جنت میں گھر بنانے کا سنہری موقع

گھر انسان کی بنیادی ضرورت ہے خود اور اپنی اولاد کے آرام و سکون کے
ہر ایک گھر بنانے کی کوشش میں رہتا ہے زندگی بھر ایک گھر کی تعمیر انسان
واحد آرزو اور تمنا ہوتی ہے لیکن کیا ہم نے کہیں یہ سوچا کہ دنیا کی عار
زندگی کی نسبت سے ہمیں قیامت کی ابدی زندگی میں بہتر سے گھر بنانے
ضرورت ہے یہاں تو پھر بھی ذاتی مکان نہ ہونے کی صورت میں کرایہ
مکان میں زندگی کی صبح و شام تمام ہو سکتی ہے لیکن قیامت میں کرایہ دار
نظام نہیں پایا جاتا

آئیے بغیر سوچے فیصلہ کیجئے

کہ ہمیں جنت میں گھر بنانا ضروری ہے اس کے لئے آپ کرہ ارض پر مس
کر یا کسی دینی درسگاہ کی تعمیر میں حصہ لیکر اپنی آر و پوری کر سکتے ہیں۔
سلسلہ میں جامعہ عثمانیہ نے بنات اسلام کے لئے مدرسہ سیدہ فاطمہؓ
عظیم منصوبہ پر کام شروع کر کے دو مراحل میں معہ کے ساتھ ساتھ
مرلہ کا پلاٹ تقریباً دس لاکھ روپے میں خرید کر مسلمانوں کو جنت میں
بنانے کا سنہری موقع فراہم کیا ہے۔زر زمین کا یہ ناقابل تحمل بوجھ اٹھانے
کوشش کیجئے اور مسلمان بچیوں کی تعلیم و تربیت میں دل کھول کر حصہ لیں

شعبہ نشر و اشاعت جامعہ عثمانیہ

جامعہ عثمانیہ پشاور کا ترجمان

ماہنامہ العصر پشاور

زیر سرپرستی

حضرت مولانا حکیم لطف الرحمٰن صاحب زید مجدہم

مجلس ادارت

مدیر مسؤل
مفتی غلام الرحمٰن

نائب مدیر
مولانا ذاکر حسن نعمانی

مجلس مشاورت

مولانا حسین احمد
مفتی نجم الرحمٰن

قانونی مشیر
نثار خان ایڈووکیٹ

ستمبر ۲۰۰۰ء جمادی الثانی ۱۴۲۱ھ جلد ۶ شمارہ ۹

فہرست مضامین

وعدہ معاف گواہ یا		
بددیانتی کا کھلا اقرار	اداریہ	۲
محاسن القرآن	مفتی غلام الرحمٰن	۶
اسلام اور خود غرضی	مفتی ذاکر حسن نعمانی	۱۱
دار الافتاء	مفتی غلام الرحمٰن	۲۱
بنگلہ دیش میں دینی مدارس: نئے رجحانات	ڈاکٹر ممتاز احمد	۲۶
پبلک لیمیٹڈ کمپنی کیا ہوتی ہے	پروفیسر سید محمد عباس	۳۲
تبصرہ کتب	حافظ احسان الرحمٰن	۳۸
حقوق العباد کی اہمیت	خالد محمود	۴۴

پبلشر و دفتر: پوسٹ بکس نمبر ۲۰۹ پشاور صدر۔ صوبہ سرحد پاکستان فون ۲۷۳۵۶۱-۰۹۱
مفتی غلام الرحمٰن نے وحدت پرنٹنگ پریس خیبر بازار پشاور سے چھپوا کر
دفتر ماہنامہ العصر جامعہ عثمانیہ، عثمانیہ کالونی نوتھیہ روڈ پشاور صدر سے شائع کیا

بدل اشتراک فی پرچہ ۱۰ روپے سالانہ اندرون ملک ۱۰۰ روپے بیرون ملک ۲۰ ڈالر کی قیمت

صدائے عصر

اداریہ

وعدہ معاف گواہ یا بددیانتی کا کھلا اقرار !!!

احتساب کے حوالے سے (وعدہ معاف گواہ) کی گنجائش سے ملکی خزانہ لوٹنے اور دوسری بددیانتی میں ملوث افراد کو اپنے کسی کئے پر ندامت کی بجائے جرم کرنے کا یا اور مل سکتا ہے۔ جو نئے جذبے اور حوصلے سے بڑے سے بڑے جرم پر جرات کر سکے عموماً کے کیس کے بعد موجودہ عسکری حکمرانوں کے دور میں سابقہ حکمرانوں کو قرار واقعی دینے یا انتقام لینے کے لئے جو حربے استعمال ہو رہے ہیں ان میں (وعدہ معاف گواہ) اصطلاح دوبارہ متعارف ہوئی۔ کسی مبینہ جرم میں ملوث کسی ایک کو راضی کر کے بیان جاتا ہے خود اس کو آزادی کا پروانہ ملتا ہے جبکہ دوسرے شرکاء اسی جرم میں شریک کار بیان کی وجہ سے سزا کا مستوجب قرار دئے جاتے ہیں۔ کیا اس طریقہ کار سے فیصلہ کو انصاف کہا جائے گا یا ظلم کو سہارا دینے کے مترادف متصور ہوگا؟ کیا شریک جرم کے اقرار پر کسی کو مجرم قرار دینا واقعی احتساب ہے یا کسی انتقامی جذبہ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے ایک حربہ ہے! سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک ہی جرم میں جب ایک شخص دوسروں کی رفاقت میں جرم کا اقرار کرتا ہے تو اس کو آزادی دینا لالچ کے زمرے میں نہیں آتا۔ کیا یہ خود جرم کا اقرار دوسرے ساتھیوں پر گواہی ہے اگر جرم کا اقرار ہو تو اقبال جرم کے بعد حقوق اللہ میں معافی ناقابل تصور ہے حاکم وقت یا کوئی دوسری اتھارٹی معافی کی قدرت نہیں رکھتی اور اگر حقوق العباد ہو تو پھر صاحب حق ہی اس کا مجاز ہے لیکن گواہی کی صورت میں دوسرے شرکاء کے حق میں یہ اقرار ثبوت جرم کے لئے ناکافی ہے۔ یہ ایسی گواہی ہے جس کی بنیاد مفاد پر

ہے اس گواہی سے اس کی جان بخشی ہو جاتی ہے۔ اس کو پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق معاف کیا جاتا ہے جس کے جذبے سے یہ گواہی دیتا ہے ایسی گواہی میں کہیں اس کی صداقت نہیں پائی جاتی کہ یہ شخص سچ سے کام لے گا بلکہ وہ اپنی جان چھڑانے کے لئے جھوٹ کا سہارا لیکر دوسرے ساتھیوں کو پھنسانے کی کوشش کرے گا اور اگر حسب وعدہ وعدہ معاف گواہ ایسی گواہی دے جس سے دوسرے نہ پھنس سکے تو پھر اس کو معاف کرنے کا موقعہ کم ہی ہے۔

شریعت کی رو سے گواہی ایک عبادت ہے۔ گواہی کی حقیقت اس وقت تک نامکمل ہے جب تک اس میں خلوص، ہمدردی اور مخلوق خدا کی خیر خواہی کا جذبہ نہ ہو جیسا کہ جب کہ فقہاء کرام لکھتے ہیں۔

ویشترط ان لا یکون فی الشهادة دفع مغرم او جر مغنم (مجلة الاحکام المادہ ۱۷۰۰)

گواہی میں یہ ضروری ہے کہ اس کا گواہی سے نہ اس سے کوئی دنیوی تکلیف دور ہو اور نہ کسی فوائد کے حصول کا ذریعہ بنے چنانچہ اصول و فروع اور میاں بیوی کے منافع مشترک ہوتے ہیں ابوت و بنوت یا زوجیت ایسا رشتہ ہے جس میں مفادات ایک رہتے ہیں اور ایک دوسرے کا نقصان اپنا نقصان سمجھا جاتا ہے اس لئے ان میں سے ایک دوسرے کے لئے گواہی قابل قبول نہیں البتہ ایک دوسرے کے خلاف گواہی سے چونکہ مفادات کے تحفظ کا شبہ باقی نہیں رہتا اس لئے ایک دوسرے پر گواہی قبول کی جا سکتی ہے (وعدہ معاف گواہ) کا دعوی اس تلخ حقیقت کا مظہر ہے کہ اس میں گواہ کو پیشگی معافی کی شرط سے رشوت پیش کر کے واقعات بیان کرنے کا موقعہ دیا جاتا ہے شریک کار مجرم کا اقرار اگر وعدہ معافی کی وجہ سے نہ ہو بلکہ محض خوف خدا کے جذبے سے ندامت کا احساس کر کے اقرار ہو تو پھر بھی اس کے اقرار پر اس کا مواخذہ ہو سکتا ہے لیکن اقرار ایک ناقص دلیل (حجت قاصرہ) ہونے کی وجہ سے اس کے شریک کار پر اس کا اطلاق نہیں ہوتا الا یہ کہ دوسرے شرکاء پر گواہ پیش

ہوں کیونکہ وعدہ معاف گواہ تو خود جرم میں شریک ہے اپنے اقرار کی وجہ سے مجرم بن گیا لہٰذا ایک مجرم کو دوسرے مجرموں پر گواہ بنانا صحیح نہیں دیگر مجرموں پر الگ گواہوں کی ضرورت ہو گی۔

موجودہ نظام میں ﴿وعدہ معاف گواہ﴾ کی گنجائش رکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس نظام کا بنیادی مقصد مفادات کا تحفظ ہے۔ مخلوق خدا کی خیر خواہی یا خدمت خلق کے حسین جذبہ سے یہ نظام عاری ہے شاید یہ نظام کسی جابر حکمران کو تحفظ فراہم کر سکے۔ کسی محکوم قوم کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑ سکے لیکن ایک آزاد معاشرہ میں محض انسان کو اس کے جائز مقام دلوانے کا فریضہ سرانجام نہ دے سکے یہ نظام ایسے معاشرہ کا تصور پیش کرتا ہے جس میں انسان سے حیوانوں جیسا سلوک ہو ایک کو دوسرے کے خلاف کھڑا کر کے ﴿لڑاؤ اور حکومت کرو﴾ کی پالیسی پر معاشرہ قائم ہو۔ اس میں انصاف کا تصور یہی ہے کہ حکمران کے نظریہ کی تکمیل ہو اور کسی کو اس کے خلاف آواز اٹھانے کا موقعہ نہ مل سکے یہ اس دور کی یادگار ہے جب مسلمان اقلیت میں رہ کر غلام قوم کی زندگی بسر کرتے رہے اور دنیا کی کسی عدالت میں ان کی نہیں سنی جاتی۔

ایک اسلامی ملک میں رہتے ہوئے اسلامی معاشرہ کو فروغ نہ دینا ہماری بد قسمتی کی واضح دلیل ہے ہمیں ایسے معاشرہ کی ضرورت ہے جس میں اخلاقی اقدار کا غلبہ ہو انصاف کا دور ہو، مظلوم کی دادرسی ہو اور ظالم کے ہاتھ باندھے ہوئے ہوں۔ یہ تب ہو سکتا ہے جب ہمارے حقوق کے تحفظ کے لئے ہم اسلام کا آفاقی نظام اپنایا جائے۔ اس کے لئے ایسے معاشرہ کی ضرورت ہے جس کی بنیاد خوف خدا پر ہو۔ اگر معاشرہ کے ہر فرد کے ذہن میں خوف خدا کی حقیقت راسخ ہو تو اس کی ہر گھڑی اس کے لئے احتساب کی گھڑی ہے وہ ہر کام انجام پر نظر ڈالتے ہوئے کرے گا۔ جب حاکم اور محکوم کا یہ عقیدہ نہ ہو کہ دنیوی احتساب سے بچنے کے باوجود احکم الحاکمین کے احتساب سے بچنے کے لئے میرے پاس کوئی ذریعہ نہیں تو دنیا کے احتساب سے یہ معاشرہ کبھی تبدیل نہیں ہو سکتا بلکہ مجرم وعدہ معاف گواہ بننے کے

سہارے سے کیا کچھ نہیں کر سکتا ہے امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن دینار فرماتے ہیں میں مکہ مکرمہ کی راہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا ایک مقام پر ہم اترے ہم نے دیکھا ایک غلام بکریاں پہاڑ سے اتارتے لائے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غلام سے فرمایا ایک بکری میرے ہاتھ فروخت کرو چرواہے نے کہا یہ میری بکریاں نہیں میں ایک غلام ہوں اس کا مالک اور ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے امتحاناً فرمایا۔ میرے ہاتھ فروخت کرو اور مالک سے کہہ دینا وہ بھیڑیا کھا کر لے گیا تمہارے مالک کو اس کا کیا پتہ ہے غلام نے جواب دیا اگر مالک نہیں جانتا ہے تو اس کا خدا تو جانتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ غلام سے یہ جواب سن کر بے اختیار رونے لگے اور اسکے مالک کو بلوا کر منہ مانگی قیمت دیکر غلام کو آزاد کیا اور فرمایا اے غلام اس نظریہ خوف خدا کی وجہ سے تو اس دنیا میں آزاد ہوا اور اس جہاں میں بھی عذاب سے آزاد ہو جائے گا۔ جب تک معاشرہ میں خوف خدا کا غلبہ نہ ہو تو دیانت و امانت یا احساس ذمہ داری کے جذبہ کی توقع ممکن نہیں۔ ضمیر جب تک زندہ ہو اس کا سودا نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن ضمیر فروشی کی وباء پھیلنے پر معاشرہ میں جو بگاڑ پیدا ہو آسانی سے اس کا سنبھالنا مشکل ہوتا ہے آج ہمارا معاشرہ ضمیر فروشی کا شکار ہے ادنی سے لیکر اعلیٰ تک تمام مفاد پرستی کے حمام میں ننگے ہیں ملکی مفادات کی بجائے ذاتی مفادات کا تحفظ مقدم سمجھا جاتا ہے ہر ایک دوسرے کو چور، ڈاکو اور ملک دشمن قرار دیکر اپنے آپ کو ملک کا بڑا خیر خواہ سمجھتا ہے یہ جب چلا جاتا ہے تو ہر آنے والا جانے والے سے وہی سلوک روا رکھتا ہے جو اس نے پیش رو سے سیکھا ہے معلوم نہیں کہ یہ سلسلہ کب تک جاری رہے گا؟ لامتناہی سلسلہ کا یقین کرنا اگرچہ مشکل ہے لیکن کسی خونی انقلاب کے لئے راستہ ہموار ہونا یقینی معلوم ہوتا ہے۔ خدا کرے کہ یہ انقلاب اسلامی ہو، دینی ہو، ایمانی ہو جس سے عوام کی قسمت بدلے ورنہ اسلام کے سوا کسی دوسرے انقلاب کا آنا تباہی اور بربادی سے کم نہیں۔

والعصر ان الانسان لفی خسر

۱۵/۶/۱۴۲۲ھ

مجاسن القرآن

واذ نجینکم من ال فرعون یسومونکم سوء العذاب یذبحون ابناءکم ویستحیون نساءکم وفی ذلکم بلاء من ربکم عظیم ٥

ترجمہ:۔(اور وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے تم کو فرعونیوں کے ظالمانہ منصوبوں سے نجات دی جنہوں نے تمہیں سخت عذاب میں مبتلا کر رکھا تھا تمہارے لڑکوں کو ذبح کرتے اور لڑکیوں کو زندہ چھوڑ دیتے اس میں تمہارے لئے رب کی طرف سے کڑی آزمائش تھی۔

محاسن:۔ آیت نمبر ۴۰ سے بنی اسرائیل کے ساتھ جو مذاکرہ شروع کیا گیا تھا تفصیل ہے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ پہلے یہود کے لئے اصلاحی پروگرام دیا گیا جس میں آٹھ اوامر اور چار نواہی تھے جیسا کہ گذشتہ رکوع میں بیان ہوا یہاں سے معاشرتی دینی اور دنیوی حالات کا تذکرہ ہو رہا ہے۔ آیت ۴۹ سے نوے تک یہ سلسلہ رہے گا۔ جو پانچ انواع پر مشتمل ہے یہ پہلا نوع ہے جس میں موجودہ یہود کے آباؤ اجداد پر کئے ہوئے مادی اور روحانی انعامات کا بیان ہے۔ یہ تقریباً آٹھ انعامات بنتے ہیں لیکن ان کے ساتھ دو عذابوں کا بھی تذکرہ ہوگا یعنی جب ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی بے قدری کی تو پھر دو دفعہ عذاب بھی ان کو دیا گیا۔

پہلا انعام (غلامی سے نجات)

بنی اسرائیل چونکہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دور میں ہجرت کر کے مصر میں آباد ہوئے تھے جب تک اقتدار ان کے ہاتھوں میں تھا تو کسی کو احساس نہ رہا لیکن زوال اقتدار کے بعد مصریوں نے ان کو اجنبی سمجھ کر ان سے خوب کام لی۔ ان سے غلاموں جیسا سلوک رکھا لیکن اس میں شدت اس وقت پیدا ہوئی جب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا زمانہ قریب پہنچا۔ فرعون کو کسی کاہن نے بتایا کہ

اسرائیل میں ایک بچہ پیدا ہوگا جس کے ہاتھوں سے تمہاری حکومت کا زوال ہوگا بہتر یہ ہے کہ اس بچے کو پیدا نہ ہونے دیں سرکاری طور پر اعلان ہوا۔ بنی اسرائیل میں کوئی لڑکا زندہ نہ رہے اس لئے جہاں کہیں لڑکا پیدا ہوتا تو حکومت کے حوالہ کر کے اس کا کام تمام کرتے البتہ لڑکیوں سے یہ خطرہ نہیں تھا مزید براں ان سے خدمت لینے کی ضرورت بھی پڑتی اس لئے قتل کا یہ حکم صرف لڑکوں تک محدود رہا اور لڑکیاں زندہ رہتیں۔

والدین کی آنکھوں کے سامنے بچے کا قتل یقیناً ناقابل تحمل صدمہ ہے۔ اس لئے قرآن نے یہود کے لئے یہ کڑی آزمائش قرار دی۔ ایک قول کے مطابق اس پروگرام میں بنی اسرائیل کے بارہ ہزار بچے قتل ہوئے اور حضرت وہب کا قول ہے کہ نوے ہزار کے قریب بچے اس ظالمانہ منصوبہ کے شکار ہوئے لیکن پھر بھی یہ منصوبہ ناکام رہا وہی لڑکا جو بعد میں یہود کو آزادی کا پیغام دیگر فرعون کے ظلم کے خلاف آواز بلند کر رہا ہے اس دوران پیدا ہوا صرف وہ نہیں بلکہ آپ کے بھائی حضرت ہارون بھی پیدا ہوئے اور پھر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ کی تربیت بھی فرعون کے ہاتھوں سے کرائی۔

قرآن موجودہ یہود کو یہ پیغام دے رہا ہے کہ دیکھو تمہارے باپ دادوں نے ہم نے کتنا احسان کیا۔ فرعون کے ظلم کی چکی میں تمہارے باپ دادے پس رہے تھے ان کی زندگی کو خطرہ لاحق تھا ہم نے فرعونیوں کے ان ظالمانہ منصوبون سے ان کو نجات دی اس کا تقاضا ہے یہ قرآن مان لو۔ اس پیغمبر پر ایمان لاؤ۔ قرآن کا انداز بیان نرالا ہے انعامات موجودہ یہود کے آباؤ اجداد پر تھے لیکن پھر بھی موجودہ یہودیوں کو یاد دلائے جا رہے ہیں کیونکہ غیرت کا تقاضا ہے کہ اکابرین پر احسان کرنے والوں کا شکریہ ادا کرنا چاہئے مزید براں ان اکابرین کی زندگی بچانے میں موجودہ یہود کو بھی کرہ ارض پر رہنے کا موقعہ ملا اگر یہ احسان نہ ہوتا ان کی زندگیاں نہ بچ جاتیں تو آج ان یہود کا وجود کہاں ہوتا۔

فرعون کے اس ظالمانہ تحریک سے اندازہ ہوتا ہے کہ ارباب اقتدار کرسی کے تحفظ کے لئے بڑے سے بڑے ظالمانہ سلوک کو روا سمجھتے ہیں ورنہ معصوم بچوں کے قتل کا

حکم جاری کرنا ایک دل رکھنے والے شخص کا کام نہیں پھر جب کہیں بادشاہ کسی تحریک
بارے میں سوچتے ہیں تو جی حضور والے تمام بیک آواز ہو کر آواز ملانے میں کوئی عار محسوس
نہیں کرتے چنانچہ قرآن نے ﴿ال فرعون﴾ کہہ کر پوری کابینہ کا اس ظالمانہ تحریک
حصہ لینے کی نشاندہی کی

واذفرقنا بکم البحر فانجینکم واغرقنا ال فرعون وانتم تنظرون o

ترجمہ:- (اور وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے تمہاری نجات کے لئے دریا پھاڑ دیا تمہیں نجات
دیکر (تمہارے دشمن) فرعونیوں کو تمہارے سامنے ڈبو دیا-

محاسن:- یہ دوسری نعمت ہے کہ اللہ تعالی نے بنی اسرائیل کو آزادی کی نعمت سے نواز
ہوئے ان کے دشمن کو ان کے سامنے ہلاک کر دیا- تاریخی واقعات کے حوالہ سے قرآن ایسی
نعمتیں یاد دلا رہا ہے جن سے یہود کا بچہ بچہ واقف تھا- آسانی سے ان کا جھٹلانا ممکن نہیں
تاہم قرآن کا انداز بیان مختلف ہے اس کے تاریخی واقعات میں تسلسل مقصود نہیں اس لئے
احوال و واقعات سے چن چن کر انتخاب کیا جا رہا ہے یہی وجہ ہے کہ کبھی کسی واقعہ کا ذکر
مختلف جگہوں میں ہو تو وہاں پر باہمی ترتیب کبھی مختلف رہتی ہے واقعات کے تذکرے
بنیادی مقصد کو اہمیت دی جاتی ہے جس کے لئے واقعہ کا جو پہلو ضروری ہو وہی لیا جاتا ہے-
اس آیت میں ایک مستقل تاریخی واقعہ کی طرف اشارہ ہے - حضرت موسی علیہ الصلوٰۃ
والسلام کو جب نبوت ملی اور آپ نے قوم کی آزادی کا نعرہ لگایا تو اس دوران آپ کو مختلف
امتحانات و آزمائش سے گزرنا پڑا جب قوم کو مصر سے نکالنے میں کامیاب ہوئے تو چھ لاکھ
اس سے زائد قوم کی قیادت کرتے ہوئے شام کی جانب نکلے فرعون کو جب ان کی آزادی کا
علم ہوا تو آپ نے اپنی فوج ان کے پیچھے بھیجی بحیرہ قلزم تک فوج نے ان کا تعاقب کیا
جب بنی اسرائیل نے یہ دیکھا کہ آگے دریا کی موجیں ہیں اور پیچھے سے فرعون کی فوج ہے
تو حضرت موسی سے کہنے لگے ہم پکڑے گئے حضرت موسی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب دیا

میرا رب میرے ساتھ ہے - وہ میری راہنمائی فرمائے گا - چنانچہ آپ کو حکم ہوا کہ اپنی
چھڑی سے دریا مارے اس لاٹھی میں ایسی تاثیر تھی کہ دریا کا پانی منجمد ہو کر سرنگیں بنا کر
رک گیا پانی کا منجمد ہو کر سرنگیں بنانا حضرت موسی کا معجزہ تھا عقلاً کوئی محال بھی نہیں کیونکہ
پانی کو زیادہ برودت ملے تو برف بننا شروع ہوتا ہے ممکن ہے اس مظلوم قوم کی آہیں اور چیخیں
اللہ تعالی نے سن کر ان کی نجات کا کام پانی سے لیا - بنی اسرائیل کو اللہ تعالی نے پانی سے
آسانی سے گزرنے کا موقعہ دیا - چنانچہ ان کے بعد جب فرعون کی فوج ان کے نقش قدم پر
چلتے ہوئے دریا میں اتری تو پانی نے طبعی روانگی سے کام لیتے ہوئے ظالم فوج کو مع فرعون
اپنے انجام کو پہنچایا دشمن کی تباہی و بربادی کا یہ ماجرہ خود بنی اسرائیل دیکھتے رہے اس لئے
قرآن نے واضح کیا کہ فرعون کو غرق کراتے ہوئے تمہیں بھی دکھایا تم نے یہ ماجرہ اپنی
آنکھوں سے دیکھا-

گذشتہ نعمت سے یہ دوسری نعمت زیادہ قوی رہی اس میں ایک طرف یہود کو غلامی
سے نجات ملی حریت کی نعمت عظمی سے باریاب ہوئے دوسری طرف ان کے دشمن کو ان
کے سامنے تباہ کر دیا اللہ تعالی بہتر جانتا ہے - لیکن بنی اسرائیل کے سامنے فرعون کو انجام
تک پہنچانے میں یہ نکتہ تھا کہ فرعون کے صدیوں کے مظالم سے غلام قوم کا یہ یقین مشکل
تھا کہ کہیں فرعون بھی ایسے انجام کو پہنچے گا - اس نے ﴿انا ربکم الاعلی﴾ کا دعوی کر کے
غلام قوم کی ایسی ذہن سازی کی تھی کہ اس کی تباہی پر یقین کرنا ان کے لئے بڑا مسئلہ تھا اس
لئے اللہ تعالی نے اس کا مشاہدہ کرا لیا تاکہ شکوک و شبہات کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے-

فرعون اس وقت کی سپر طاقت تھی اس کا نام ایسی قوت و طاقت کی نشاندہی کرتا
ہے جو حق کے سامنے کھڑے ہوئے باطل کے لئے پوری قوت صرف کرے کسی کو مقابلہ کی
جرات نہیں تھی لیکن جب اللہ تعالی نے صفحہ ہستی سے مٹانے کا ارادہ کیا تو کسی سبب نے کام
نہیں دیا اللہ تعالی کی قدرت کا یہی انداز ہے کہ کرہ ارض پر اسباب سے اس کا مقابلہ نہیں کیا
جا سکتا

بلکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے سامنے اسباب اپنا کام چھوڑ دیتے ہیں آج دنیا کی طاقتوں
مرعوب ہو کر اپنی غیرت اور ایمان کا سودا کرنے والوں کے لئے اس میں بڑی عبرت ہے
دنیا کی طاقتوں پر اعتماد کر کے اللہ تعالیٰ کی طاقت بھلانے والو! آڑے وقت میں تمہیں کا
نہیں آئے گا اس لئے اس کی ذات پر اعتماد کرو اور اللہ تعالیٰ کی قدرت اپنا تمام تر سرمایہ سمجھو

امتِ مسلمہ میں فکری اعتدال کا علمبردار علمی و تحقیقی مجلہ ...... محدثین کی علمی روایات کا امین اور فکری تحریک

ماہنامہ محدث لاہور

علم و ادب کے مرکز لاہور سے بتیس سال سے
ہونے والا پاکستان کا مقبول ترین علمی و تحقیقی
علماء، دانشور، وکلاء، خطباء
اور اہل فکر و نظر کی اولین

☆ ۳۲ سال سے نئی آب و تاب کے ساتھ ہر ماہ باقاعدہ شائع ہو رہا ہے ☆

خوبصورت کمپوزنگ، معیاری سفید کاغذ، دیدہ زیب طباعت، ۸۰ صفحات

ہر شمارے میں ۵ سے زائد اہم مضامین جن میں سے ہر ایک اپنے موضوع پر مکمل کتابچہ

قومی امور پر اسلامی نقطہ نظر، کتاب و سنت، فقہ و اجتہاد، ایمان و عقائد اور دار الافتاء کے مستقل

اسلام اور جدید مغربی افکار پر ہر ماہ اہم مضامین ...... نامور محققین، معروف علماء کی تحریریں

عالم اسلام کی علمی تحریکوں کا تعارف و تبصرہ اور منتخب عربی مضامین کے تراجم

محدث میں شائع ہونے والے مضامین اکثر دینی جرائد اور اخبارات دوبارہ شائع کرتے ہیں

جدید سودی نظریات اور اسلام، جادو کے شرعی توڑ، اسلام کے لئے کمپیوٹر کے استعمالات

مغربی تحریک نسواں وغیرہ کے موضوعات پر محدث کے مضامین منفرد اہمیت رکھتے ہیں

اگر آپ غور و فکر کا رجحان اور لکھنے پڑھنے کا ذوق رکھتے ہیں تو محدث ہی آپ کی تشنگی کو دور کر سکتا ہے

نمونہ کا پرچہ مفت منگوانے کیلئے صرف ایک فون کریں ...... گھر بیٹھے سال بھر وصول کرنے کیلئے ۲۰۰ روپے

ماہنامہ محدث ۹۹ جے ماڈل ٹاؤن، لاہور 54700 فون: 5866396, 586476

اسلام اور خود غرضی

مفتی ذاکر حسن نعمانی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فاعبداللہ مخلصاً له الدين الا لله الدين الخالص (ترجمہ) بندگی کر اللہ کی خالص کر کر اس کے واسطے بندگی یاد رکھو اللہ ہی کے لئے ہے خالص بندگی (زمر) اخلاص توحید کا دوسرا نام ہے - عبادت، اطاعت اور اسلام کے تمام احکامات پر عمل میں اگر اخلاص نہ ہو تو قبولیت نہیں - اللہ کے ہاں مقبول عمل وہ ہے جس میں اخلاص ہو - اس میں ریا یا کوئی دنیاوی غرض یا غلط نیت نہ ہو - امام قرطبی فرماتے ہیں - عن ابی هريرة ان رجلاً قال يا رسول الله انى أتصدق بالشيى وأضع الشيى اريد به وجه الله وثناء الناس فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم والذى نفس محمد بيده لا يقبل الله شيا شورك فيه ثم تلا رسول الله الا لله الدين الخالص - ابو ہریرۃ فرماتے ہیں ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا میں کوئی صدقہ کرتا ہوں یا کوئی نیکی تو اس سے غرض اللہ کی رضا ہوتی ہے اور یہ بھی کہ لوگ تعریف کریں - رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے اللہ کسی ایسی چیز کو قبول نہیں کرتے جس میں کسی غیر کو شریک کیا ہو (تفسیر قرطبی ج ۱۵ صفحہ ۲۳۳)

حضور ﷺ نے جب حضرت معاذؓ کو یمن بھیجا اس وقت حضرت معاذؓ نے حضور ﷺ سے کہا مجھے وصیت کیجئے فرمایا اخلص دينك يكفيك العمل القليل اپنے دین میں اخلاص پیدا کر تیرے لئے تھوڑا عمل کافی ہوگا ایک اور ارشاد ہے طوبى للمخلصين اولئك مصابيح الهدى مخلصین کے لئے خوشنودی ہے یہ ہدایت کے چراغ ہیں

شرط اخلاص - لاکھ مرتبہ اگر کوئی کافر کلمہ طیبہ پڑھے لیکن صدق دل سے نہ ہو تو ہنوز کافر ہے - تقریباً ہر عبادت کے لئے شریعت میں شرائط مقرر ہیں جن کے بغیر عمل

مقبول نہیں۔اگر کسی طاعت میں کوئی شرط نہ بھی ہو تو وہاں اخلاص کی شرط ضرور ہوگی۔ وہ عمل خالص اللہ کی رضاء کیلئے کیا جائے اس سے ریا، یا کوئی غرضی مقصود نہ ہو۔ اخلاص کی ضد ریا یعنی دکھلاوا ہے۔جو عمل اس لئے کیا جائے کہ غیر اللہ بھی خوش ہو جا… غیر اللہ اس کی تعریف کرے تو ایسی نیت کے ساتھ عمل اخلاص والا عمل نہیں۔اس… شرک اصغر کہا گیا ہے۔اس سے آدمی مشرک تو نہیں بنتا لیکن گناہ کبیرہ ہے۔مشرک اس… نہیں بنتا کہ طاعات اور عبادات میں اعتقاداً کسی کو شریک نہیں بناتا۔صرف اپنے عمل… خیال میں غیر اللہ کو شریک بناتا ہے۔

خود غرضی ۔بعض اوقات کسی نیکی میں دکھلاوا مقصود نہیں ہوتا بلکہ کوئی دنیاوی غر… مقصود ہوتی ہے۔دنیاوی غرض عام ہے۔جلب منفعت (حصول نفع) ہو یا دفع مضرت (… ٹالنا) ہو اگر یہ دنیاوی غرض پوری ہو رہی ہو تو نیک عمل بھی جاری رہتا ہے۔اگر غرض پ… ہوتی ہوئی نظر نہیں آرہی تو نیک عمل بھی چھوڑ دیا۔ایسا کرنا اگرچہ ریا تو نہیں لیکن… بھی نہیں۔نیکی کی اصل روح باقی نہیں رہتی۔نیکی کرنا ایک تو اس لئے ہوتا ہے کہ اللہ… ہے۔اور پھر اس نیکی میں کچھ حکمتیں ہوتی ہیں۔جن کا تعلق دنیا و آخرت دونوں کے… ہوتا ہے ان حکمتوں کو ہر ایک نہیں سمجھتا اور نہ وہ حکمتیں قطعی اور یقینی ہوتی ہیں ہاں اگر… نیکی کی وجہ اور حکمت شریعت میں مذکور ہو تو وہ یقینی ہوگی۔مثلاً نماز بے حیائی سے روک… اب اگر کوئی نماز پڑھنے میں یہ نیت کرے کہ نماز کی وجہ سے بے حیائی سے بچ یا رک جا… صحیح نیت ہے یہ بھی اگرچہ خود غرضی ہے لیکن اس میں صحیح نیت کے ساتھ آخرت کا… اور حکم خداوندی کی بجا آوری بھی ہے۔اگر نماز میں کوئی یہ نیت کرے کہ ورزش کا… ہے تو یہ فاسد نیت ہے اور اس کا نفع صرف دنیاوی ہے۔نیت کا فساد یہ ہے کہ نماز کو اللہ… سمجھ کر نہیں پڑھ رہا بلکہ ورزش کے لئے پڑھ رہا ہے۔اگر ورزش والا مقصد پورا نہیں… پھر نماز نہیں پڑھتا۔اس کے برعکس جو نماز کو اس نیت سے پڑھتا ہے کہ بے حیائی… رک جائے اگر یہ اثر مرتب نہیں ہو رہا تو پھر بھی نماز کو اللہ کا حکم سمجھ کر پڑھتا ہے…

…ہے ریا اثر کا مرتب نہ ہونا تو وہ نمازی کا قصور ہے۔نیکی کا اثر اس وقت ہوتا جبکہ اس میں شرائط موجود ہوں اور گناہوں سے پرہیز ہو۔نیکیوں میں مردار اور ملعون دنیا کے منافع تلاش کرنا بڑی بے وقوفی ہے۔اس لئے کہ دنیاوی منافع حاصل کرنے کے لئے شریعت نے جائز …ائے متعین کر دیئے ہیں۔مثلاً کوئی نماز کو ورزش کی خاطر پڑھتا ہے تو اس کو سوچنا چاہیئے کہ نماز کے علاوہ ورزش کے بہت سارے بہترین طریقے موجود ہیں۔دین کے ذریعے دنیا کمانا …یہ تو صحیح نہیں اس لئے کہ دنیا کے کمانے کے بہت سے راستے ہیں۔الدنیا …بالوسائل لا بالفضائل۔یعنی دنیا کو دینی فضیلتوں کی وجہ سے حاصل نہ کرو بلکہ اس کے …وسائل ہیں۔یہ الگ بات ہے کہ ایک دیندار کی دنیاوی اغراض اور منافع دین کی برکت …سے پوری ہو رہی ہیں لیکن یہ دیندار ان کے حصول کی نیت نہیں کرتا۔نماز وغیرہ میں …دنیاوی گھٹیا نیت کرنا ایسا ہے جیسے ایک قیمتی دوشالہ ہو اور کوئی کہے کہ اس کو جلایا جائے تو …ایک سکتی ہے۔سوچیئے کتنی بے کار نیت ہے۔دوشالہ اوڑھنے کے لئے ہے جلانے کے لئے …جلانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایندھن کا بندوبست کر دیا ہے۔تمام نیکیوں میں بلند وبالا …حکمتیں اور مصلحتیں ہیں۔ان میں دنیائے مردار کی گھٹیا نیتیں کرنا شریعت کی روح کے بالکل …خلاف ہے۔اگر کوئی شخص شرعی احکامات کی یہ بلند وبالا حکمتیں اور مصلحتیں جاننا چاہتا ہے تو …اس کو چاہیئے کہ شاہ ولی اللہؒ کی کتاب حجۃ اللہ البالغۃ کا مطالعہ کرے۔

نیکی میں دنیاوی غرض کی ممانعت ۔عالمگیری میں ہے من جاء الی تاجر یشتری منه ثوبا فلما فتح التاجر الثوب سبح الله تعالى و صلى على النبي اراد به اعلام المشتري جودة ثوبه فذالك مكروه ایک شخص تاجر کے پاس کپڑا خریدنے کے لئے آیا۔تاجر نے اس کو کپڑا دکھایا اور سبحان اللہ یا درود شریف پڑھا نیت یہ تھی کہ مشتری کو یہ بتاؤں کہ کپڑا صحیح ہے تو ایسا ذکر اور درود مکروہ ہے۔ حارس یقول لا اله الا الله او یقول صلى الله على محمد. یأثم لانه یأخذ لذالك ثمنا۔اگر کوئی چوکیدار چوکیداری کے وقت لا اله الا الله یا درود پڑھ رہا ہے تو

گناہگار ہے اس لئے کہ چوکیداری کی اجرت لے رہا ہے۔

چوکیدار خود کو بیدار رکھنے کے لئے یا دوسروں کو خبردار رکھنے کے لئے سیٹیاں بجا… ہے۔ اگر زور زور سے ذکر شروع کردے تو ذکر سے ایک دنیاوی غرض (چوکیداری … اجرت) مقصود بن جائے گی جس کی وجہ سے گناہگار ہوگا۔

اسی طرح مثال دیتے ہیں کہ میوہ (جو اشیاء بیچ رہا ہے) کی ترویج تشہیر اور تحسین … خاطر اللہ کا ذکر کرنا منع ہے۔ کیونکہ ذکر سے مقصود دنیاوی نفع ہوا۔ (عالمگیری ج ۵ ص ۳۱۵) یہ تو فقہاء کرام نے چند مثالیں دیں۔ لاؤڈ اسپیکر کی آواز ٹیسٹ کرنے کے لئے بعض… ذکر کرتے ہیں کبھی تلاوت یہ بھی صحیح نہیں۔ اس لئے کہ مقصد آواز کی ٹیسٹنگ ہے نہ کہ اللہ… کی یاد۔ لاؤڈ اسپیکر کی آواز چیک کرنے کے اور بہت سے طریقے ہیں۔

رائے ونڈ مرکز کے باہر ایک پھل فروش کو دیکھا جو پکار پکار کر کہہ رہا تھا سبحان اللہ… سبحان اللہ اور مکھیاں بھی اڑا رہا تھا۔ میں یہ دیکھ کر بڑا خوش ہوا کہ پھل بھی بیچ رہا ہے اور اللہ کا ذکر بھی کر رہا ہے جب یہ مسئلہ دیکھا تو جان لیا کہ اس ذکر سے مقصد پھلوں کی طرف لوگوں کو متوجہ کرنا ہے اور لوگ یہ بھی کہیں گے کہ کتنا نیک آدمی ہے اشیاء کی فروخت کے ساتھ ذکر بھی کر رہا ہے۔ اس کے بعد اس کی غلطی واضح ہوئی۔

خود غرضی کی چند معاشرتی مثالیں ۔ مساجد میں سب نے دیکھا ہوگا کہ ایک چارٹ (اوقات نماز) پر گھڑیاں بنی ہوتی ہیں۔ تاکہ نمازیوں کو اس چارٹ سے جماعت کے نماز کے اوقات کا پتہ چل سکے۔ چارٹ کے آخر میں اپنی فرم یا کمپنی کا نام ہوتا ہے۔ نماز کے اوقات میں اور دیگر اوقات میں فرم اور کمپنی کی مفت تشہیر ہوتی رہتی ہے۔ بعض نمازی ایسے چارٹ مسجد میں لگا تو دیتے ہیں لیکن چارٹ کے آخری ایڈریس (پتہ) والے حصے کو کاٹ دیتے ہیں۔ اب کمپنی والے ایسا کرتے ہیں کہ چند گھڑیاں چارٹ کے اوپر والے حصے میں بنا دیتے ہیں۔ درمیان میں فرم اور کمپنی کا پتہ ہوتا ہے اور اس کے نیچے اور گھڑیاں بنا… ہیں۔ اب چارٹ کے درمیان سے کمپنی کا ایڈریس نکالنا مشکل ہو جاتا ہے لہٰذا کمپنی کی تشہیر…

…ہیں۔ اس طرح ان کا مقصد حاصل ہوتا رہتا ہے۔ پتہ چلا کہ اس قسم کے … کمپنیوں کی اصل غرض اپنی تشہیر ہوتی ہے۔ جو خاص کر اللہ کے گھر میں ناجائز … کمپنی کی پروڈکشن (پیداوار) پر کمپنی کا پرنٹ (چھاپ شدہ) نام ہے تو جائز ہے اس … ساتھ کسی کو دھوکہ نہیں لگتا۔ مثلاً کسی پنکھے پر کمپنی کا نام ہے اور وہ پنکھا مسجد میں لگا … ہے۔ پرنٹ نام مٹانا مشکل بھی ہوتا ہے اور نہ مٹانا چاہیے وہ کمپنی کی مجبوری اور ایک … اس کے بغیر مال بکتا نہیں۔ اور نہ لوگ اس طرح بے نام و نشان اشیاء خریدتے … کمپنیوں والے آیت الکرسی نماز اور دعائیں لکھ کر چارٹ تیار کرتے ہیں پھر اپنے نام … ساتھ مساجد میں آویزاں کر دیتے ہیں۔ اس سے بھی غرض اپنی کمپنی کی تشہیر … بھولے لوگ سمجھتے ہیں کہ کمپنی نے احسان کیا کہ چارٹ پڑھ پڑھ کر دعائیں یاد … بھی سحر اور افطار کے اوقات کا نقشہ تیار کر کے مساجد میں چسپاں کر دیتے ہیں۔ … کہتے ہیں کہ دینی خدمت کر رہے ہیں لیکن ان کا مقصد اپنے کاروبار کی تشہیر ہوتی ہے … خود معروف دینی رسالوں میں دیکھا کوئی کمپنی یا فرم یا تاجر چند احادیث اچھے اقوال یا … کے ساتھ اپنا اشتہار دیتا ہے لوگ سمجھتے ہیں کہ احادیث کی ترویج اور دین کی تبلیغ ہے … مقصود اپنی تشہیر ہوتا ہے یہ سب کچھ دین کی دنیاوی غرض کے لئے استعمال کرنا … نے کیا خوب کہا ہے۔

ندقع دنیا نا بتمز یق دیننا

فلا دیننا یبقی لاما نرقع

دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے دنیاوی گدڑی بناتے ہیں جس کے نتیجے میں نہ دین … بچتا ہے نہ گدڑی

چند دن قبل تاجر برادری کی طرف سے دیواروں پر بے شمار چسپاں پوسٹرز نظر آ … تھے جن میں لکھا تھا کہ اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے تاجر برادری علماء کا ہر قسم کا ساتھ … دے گی لیے نیلام ہے۔ **اسلام اور علماء کے ساتھ** یہ ہمدردی کب سے اور کیوں پیدا ہوگئی

اس سے قبل تاجر برادری نے کبھی بھی ایسا اعلان نہیں کیا- یہ اس لئے کہ حکومت نے … جبری ٹیکس کے نفاذ کا پختہ تہیہ کر لیا ہے- تاجر برادری کی لاعلمی ہے یا کسی غلط سنائے … اسلام میں ٹیکس کا تصور نہیں تو یہ لوگ فوراً پکار اٹھے کہ اسلامی نظام کا نفاذ چاہتے ہیں- اسلام … کی آڑ میں دنیاوی مال بچانا چاہتے ہیں- اگر علماء ان سے یہ کہہ دیں کہ ہم بھی ٹیکس نافذ کریں … گے تو یہ سب پیچھے ہٹ جائیں گے لوگ خود غرضی والا اسلام چاہتے ہیں- حالانکہ یہی … ہمیں وہ آٹا کھلاتے ہیں جس سے میدہ اور سوجی وغیرہ نکال لی گئی ہو اور خالص بھوسی رہ گئی ہو … خالص دودھ اور دہی عنقا ہو کر رہ گیا ہے- دو نمبر اشیاء تیار ہو رہی ہیں- دو نمبر کے کارو… کے ذریعے راتوں رات کروڑپتی بن رہے ہیں- مادہ پرستی اور ہوا پرستی میں غرق ہو کر دنیا … طمع سے ہل من مزید کی صدائیں بلند کر رہے ہیں- ان کی مادہ پرستی کی وجہ سے قیمتی جانیں … تلف ہو رہی ہیں تو ہم یہ کیسے باور کر لیں کہ اسلامی نظام کے نعرہ میں مخلص ہیں- دین کی … لیکر دنیا کمانا یا بچانا چاہتے ہیں- جہاں تھوڑا بہت جان و مال کا نفع نظر آیا فوراً دین اور اسلام … گیا-

كلما اضاء لهم مشوا فيه واذا اظلم عليهم قاموا - جہاں ان کو بجلی کی چمک (یعنی … (نور اسلام) ہوئی تو اس کی روشنی میں چلنا شروع کر دیا اور جب ان پر تاریکی ہوئی (یعنی … غرضی کی ظلمت میں پڑ کر) تو پھر کھڑے کھڑے رہ گئے-

یہی وجہ ہے کہ بعض دیندار لوگ بھی ذاتی جھمیلوں میں اللہ اور رسول کی آڑ لیتے ہیں … -فریق مخالف … گھبرا بھاگ جاتا ہے کہ اللہ اور رسول کی آڑ لیتے ہیں- فریق مخالف … گھبرا یا بھاگ … کہ اللہ اور رسول کا کون مقابلہ کر سکتا ہے- ذاتی جھگڑوں میں اللہ، رسول … اور اسلام کو لانا تینوں کے ساتھ بہت زیادتی ہے-

مفتی کفایت اللہؒ کے پاس ایک استفتاء آیا کہ ایک شخص نے اپنے خسر کو جو … عالم دین تھا خوب زدوکوب کیا اور توہین کی اس پر علماء کا جواب بھی تھا اور علماء کی تصدیق … کہ عالم دین کی توہین دین کی توہین ہے اور اس کا مرتکب کافر ہے- لہذا مارنے والا کافر …

مفتی صاحب نے فرمایا مارنے والا کافر نہیں اس لئے کہ عالم کی توہین نہیں کی بلکہ اس شخص کی توہین ہے جو کسی خانگی اور نجی جھگڑے میں اس کا مخالف تھا- یہ الگ بات ہے کہ وہ عالم دین بھی تھا- معلوم ہوا کہ عالم بھی فریق مخالف بن سکتا ہے- ایک واقعہ ہے کہ چار پانچ دوست کہیں سفر پر جا رہے تھے- راستے میں ڈاکو نکل آئے ان سے کہا ٹھہر جاؤ کون ہو- اب ان کو اللہ … دفاع کی ایک صورت ہے کہ اللہ کا نام لیکر بچ جائیں گے انہوں نے کہا کہ ہم اللہ کے دوست ہیں- یہ سنتے ہی ایک ڈاکو نے کہا کہ اللہ نے میرے باپ کی جان لی ہے- دوسرے نے کہا کہ میری ماں کی جان لی ہے- تیسرے نے کہا میری بیوی کی جان لی ہے- اللہ پر تو بس نہیں چلتا لیکن اس کے دوست قابو میں آ گئے- جب اللہ کے نام نہاد دوستوں نے ڈاکوؤں کی گفتگو سنی تو پھر فوراً پکار اٹھے ہمارا اللہ سے کوئی تعلق نہیں ہم تو اس کو جانتے تک نہیں- … کے ان نام نہاد دوستوں کا وہ جملہ کہ اللہ کے دوست میں خود غرضی پر مبنی تھا- اندر کی دلی … کی آواز نہ تھی- اس خود غرضی کے مقابلہ میں اخلاص کی بھی ایک حکایت ملاحظہ فرمائیں حضرت علیؓ نے ایک کافر کو گرایا اور اس کے سینہ پر چڑھ گئے اس نے نیچے سے آپ کے … پر تھوک دیا حضرت علیؓ نے فوراً چھوڑ دیا- اس لئے کہ تھوکنے کے بعد حضرت علیؓ کو فکر آیا اس کے بعد مزید زدوکوب میں خود غرضی (ذاتی انتقام) تھا- حالانکہ اسلام کی خاطر اس کو پچھاڑ رکھا تھا- اسلام کی آڑ میں اس سے ذاتی انتقام لینا مشکل نہ تھا- اور نہ اس انتقام کے باعث حضرت علیؓ بدنام ہوئے- بلکہ سب یہی کہتے کہ اللہ کے لئے ایک کافر کی جان تلف کر دی-

خود غرضی کی ایک بدترین مثال نام نہاد پیری مریدی ہے- صحیح مرشد کا کام مرید کو آخرت کا راستہ دکھلانا ہے لیکن ان میں اکثریت اب ایسے لوگوں کی ہے کہ مریدوں کو صرف دنیا ہی کا راستہ دکھلاتے ہیں- اور مریدوں کے سامنے من گھڑت کشف و کرامات کے تذکرے کرتے ہیں- تاکہ لوگوں کی عقیدت مضبوط اور قائم رہے جس کے نتیجے میں پیر دولت پرست بن گئے اور مرید پیر پرست ہو گئے- پیروں کے ساتھ ایسی عقیدت جمالی کہ

پیروں کا ناجائز اور حرام کام ان کی نظروں میں صرف جائز نہیں بلکہ بڑا اعلیٰ عمل ہوتا ہے
ایک نام نہاد چرسی پیر نالی کا گندہ پانی پیا کرتا تھا لوگ اس کے اس عمل کو اس کی کرامت کہتے
تھے - دعوت وارشاد ایک جائز، صحیح اور مؤثر عمل تھا اس کی آڑ میں لوگ کروڑ پتی بن گئے
مرید سے کہتے ہیں آؤ گے تو کیا لاؤ گے جاؤ گے تو کیا دے کے جاؤ گے - بڑے بڑے دنیادار
عہدے داران کے پاس آتے ہیں - تاکہ مال میں اضافہ ہو - مال پر آنچ نہ آئے - عہدے میں
ترقی ہو - پیر صاحب بھی ان کو صرف یہی دعائیں دیتے ہیں - اور پیر صاحب اپنے تئیں خوش
ہیں کہ بڑے بڑے لوگ میرے مرید ہیں دن بدن حلقہ وسیع ہوتا چلا جارہا ہے -
شہرت ہوتی ہے جو ایک انتہائی خطرناک چیز ہے - دم درود اور تعویذوں کے ذریعے لوگوں کو
لوٹ رہے ہیں - خود بیمار ہوتے ہیں تو لندن کا رخ کرتے ہیں حالانکہ یہاں یہ پیر صاحب
لاعلاج بیماری کا علاج کرتا ہے - دم، تعویذ، پیری مریدی جیسے جائز اسلامی امور کی وجہ سے
اپنی دنیا بنا رہے ہیں اور آخرت خراب کر رہے ہیں -

اسی طرح حکام اور لیڈر اسلام کا وہ حکم نافذ کریں گے جس میں ان کا فائدہ ہو -
غلط اور خلاف شرع احکام نافذ کر کے اس کے لئے قرآن وحدیث کی نصوص تلاش کریں گے
- جمعۃ المبارک کی چھٹی ختم کی تو آیت پیش کر دی جس کا مفہوم ہے کہ جمعہ کی نماز کے بعد
رزق کی تلاش میں نکلو - حالانکہ در پردہ فاسد اغراض ہیں - کلمۃ حق ارید بھا الباطل
ایک کلمہ اور اس کا مدلول ومعنی حق ہوتا ہے لیکن اس سے غرض فاسد ہوتی ہے قرآن
میں اس کی واضح مثالیں موجود ہیں - ایک آیت کا مفہوم ہے اگر اللہ چاہے تو یہ لوگ شرک نہ
کرتے - دوسری جگہ کفار کہتے ہیں - اگر رحمان چاہتا تو ہم بتوں کی پوجا نہ کرتے - اللہ نے
ان کی تغلیط کر دی کہ محض بے تحقیق بات کر رہے ہیں ان کو اس کی کوئی تحقیق نہیں
حالانکہ کفار اور اللہ تعالیٰ کے جملوں کا مفہوم ایک ہے - لیکن دونوں کی غرض جدا - اللہ کی
غرض اپنی قدرت اور مشیت کا ذکر ہے اور کفار کی غرض اپنے شرک کا جواز ہے -
جس لیڈر نے حج کیا ہو وہ نام کے ساتھ حاجی لکھتا ہے - کوئی لکھتا ہے فلاں

نماز روزے کا پابند ہے ایک امیدوار کی تصویر پوسٹر میں دیکھی جو حالت احرام میں تھا - اور
لوگوں کا ہجوم بھی ساتھ تھا محض یہ دکھلانے کے لئے آپ کا امیدوار سچا حاجی ہے جھوٹ
موٹ کا حاجی نہیں معلوم ہوا کہ یہ نماز روزہ، حج اپنی لیڈری چمکانے کے لئے ہے کہ میں
شریف انسان ہوں - مجھے ووٹ دیں - اب دیکھیں ان نیک اعمال سے کیا کیا مقاصد وابستہ ہیں
نیک اعمال کی اخروی حیثیت مفقود ہو کر رہ جاتی ہے - کبھی لوگ سرکاری زمین پر قبضہ کے
لئے مسجد کا سہارا لیتے ہیں - مثلاً ریلوے کی زمین پر مکان بنا کر قبضہ کر لیا پھر اپنے مکان اور
ریلوے پٹڑی کے مابین مسجد بنا دیتے ہیں - حکام زمین کو واگزار کرنے کے لئے اول مسجد کو
گرائیں گے - یہی قابضین جلسہ اور جلوس کی شکل میں گورنمنٹ کے خلاف آواز اٹھائیں گے
کہ کتنے ظالم ہیں خدا کا گھر گرا رہے ہیں - حالانکہ مقصد اپنی آبادی اور مقبوضہ زمین کا دفاع
ہوتا ہے - معلوم ہوا مسجد بنانے سے ان کی غرض اپنا دفاع تھا - نہ کہ ثواب کی خاطر تعمیر مسجد

اشکال - بعض اسلامی اعمال سے دنیاوی اغراض پوری ہوتی ہیں اور بعض صرف دنیاوی
اغراض کے حصول کے لئے کئے جاتے ہیں - مثلاً نماز سے رزق کا مسئلہ ہوتا ہے - سورۃ
الواقعہ پڑھنے سے فاقوں کی نوبت نہیں آتی - دن کے شروع میں سورہ یٰس پڑھنے سے دن
بھر کی حاجات پوری ہوتی ہیں - یا دنیاوی حاجات کے پورا ہونے کے لئے کسی آیت یا ذکر کو
بطور وظیفہ پڑھا جاتا ہے -

جواب - اشکال میں مذکورہ صورتیں خود غرضی نہیں بلکہ اپنی جائز حاجات کو روحانی
وسائل کے ذریعہ پورا کیا جاتا ہے اس لئے کہ بعض روحانی اعمال کے دنیاوی منافع خود
شریعت میں مذکور ہیں - ایسا کرنا اللہ تعالیٰ اور بندہ کے مابین ایک تعلق ہوتا ہے اس میں کسی کو
دھوکہ نہیں دیا جاتا صرف اللہ کے سامنے بے بسی کا اظہار ہوتا ہے کہ اے اللہ میری یہ جائز
حاجت ان روحانی وسائل کے ذریعہ پوری کر دے - دل میں یہ خیال تک نہیں آتا کہ اسلام کو
غلط استعمال کر رہا ہوں - خود غرضی میں اسلام اعمال کا غلط استعمال ہوتا ہے - اول تو غرض
فاسد اور ناجائز ہوگی اگر غرض جائز بھی ہو تو مقصود لوگوں کو دھوکہ دینا ہوتا ہے - نیت بھی

فاسد ہوتی ہے اپنا دل بھی گواہی دیتا ہے کہ کسی حکم شرعی کو غلط استعمال کر رہا ہوں۔ مختصر یہ میں مذکورہ مثالوں سے یہ بات بالکل واضح ہے۔ اشکال میں مذکورہ شکلوں سے کسی کو دھوکہ نہیں لگتا اور نہ مقصد کسی کو دھوکہ دینا ہوتا ہے جبکہ خود غرضی سے مقصد ہی لوگوں کو دھوکہ دینا ہوتا ہے۔ خود غرضی میں مشہور، واضح اور فرض یا واجب اعمال کا سہارا لیا جاتا ہے جبکہ اشکال والی صورتیں غیر معروف انفرادی اور زیادہ تر نفلی اعمال ہیں خود غرضی اور اپنی کسی جائز حاجت پوری کرنے میں آسانی سے فرق معلوم کرنے کے لئے اپنے نفس اور ضمیر سے پوچھ لے کہ اس اسلامی عمل فرض واجب یا نفل کے ذریعہ کوئی غرض فاسد ہے یا کوئی شرعی حاجت نفس فوراً جواب دے گا۔ اس لئے کہ نفس بھی مفتی ہے یہ الگ بات ہے کہ نفس کے جواب کو زبان پر نہ لائے اور لوگوں سے چھپائے۔

دار الافتاء

گولڈن ہینڈ شیک کا حکم

سوال:- کچھ مدت سے سرکاری، نیم سرکاری اور نجی اداروں میں ملازم کو قبل از وقت نوکری ختم کرنے پر معاوضہ دیا جاتا ہے اس سے ایک طرف متعلقہ اداروں میں دوسرے لوگوں کو ملازمت کے مواقع ملتے ہیں اور خود اس ادارہ کو قدیم ملازم کی نسبت سے نئے ملازمین کم تنخواہ پر میسر ہوتے ہیں ایسی صورت میں ملازم کے لئے اپنی مدت ملازمت کے عوض رقم لینا جائز ہے یا نہیں۔

بینوا توجروا

پشاور

الجواب وباللہ التوفیق

ادارہ اور ملازم کے مابین جو شرائط کسی معاہدہ کی رو سے مقرر ہوں یا قانون نے اس کے تحفظ کے لئے مقرر کئے ہوں اور یا عرف میں باہمی معاملات کی وجہ سے یہ شرائط موجود متصور ہوں ان شرائط کی پاسداری اور رعایت طرفین کی ذمہ داری ہے بشرطیکہ یہ شرائط کسی شرعی قانون اور ضابطہ سے متصادم نہ ہوں۔ باقاعدہ ملازم کو ادارہ کی طرف سے پچیس سال کی عمر میں ساٹھ سال تک حق ملازمت دینا ایسا قانونی حق ہے جو ملازم کو حاصل ہے شریعت میں نوکری کے لئے اتنی مدت کی تقرری کوئی ممنوع نہیں اس لئے عرف اور ملکی قانون کو دیکھتے ہوئے جب ملازم کو مستقل کیا جاتا ہے تو یہ حق خود بخود اس کو ملتا ہے۔

یہ اگرچہ کوئی مادی حق نہیں جس کا تبادلہ ہو سکے بلکہ حقوق مجردہ کے زمرہ میں شمار ہو کر بظاہر خرید و فروخت کی گنجائش نہیں پائی جاتی لیکن موجودہ دور میں معاشرہ کے حالات اور قوانین کے جائزہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ حق ملازمت نے مستقل ایسی حیثیت

اختیار کی ہے جس کی باقاعدہ قیمت ہے پھر قانوناً اس میں اتنی قوت ہے کہ کسی ملازم کو اس
اختیار کے بغیر کوئی نہیں چھیڑ سکتا ہے۔ایسی حالت میں ﴿حق النزول﴾ کے حکم میں
بقیہ مدت ملازمت سے دستبرداری کا وعدہ کر کے معاوضہ وصول کرنے کی گنجائش پائی
ہے۔مدت ملازمت میں تفاوت کی وجہ سے اگر معاوضہ میں تفاوت رہے پھر بھی اس
گنجائش پائی جاتی ہے یعنی یہ ضروری نہیں کہ تمام ملازمین کو گولڈن ہیڈ شیک میں یکساں
ملے بلکہ ادارہ کی آسودہ حالی، مالی پوزیشن کے استحکام اور ملازم کے منصب و عہدہ اور
ملازمت کو مد نظر رکھتے ہوئے ملازمین کو مختلف درجات میں تقسیم کر کے رقم دینا جائز
اگر ملازمت کو حق متقلہ تسلیم کیا جائے تو پھر حکومت قبائلی علاقوں میں بعض لوگوں
خدمات کے عوض نوکریوں کی جو آسامی دیتی ہے اور اس کو یہ اجازت ہوتی ہے کہ یہ نوکری
وہ صوابدیدی اختیار استعمال کر کے فروخت کر سکتا ہے تو اس نوکری کے عوض اس رقم
میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ اس میں جو نوکر حکومت کو متعلقہ پوسٹ کے لئے دیا جا
اس نوکری کا اہل ہو البتہ قبائلی علاقوں کے علاوہ دوسرے علاقوں میں حکومت یہ
افسر یا شخص کو نہیں دیتی۔اس لئے ایسی صورت میں قانونی حق نہ ہونے کی وجہ سے
کو نوکری دلانے پر معاوضہ وصول کرنا رشوت کے حکم میں ہے۔تاہم اگر قبائلی
حق حکومت کے قانون میں حاصل نہ ہو بلکہ متعلقہ افسر صرف ان کو خوش رکھنے
بننے کے عوض بطور رشوت دیتا ہو تو پھر اس کے جواز کے لئے سہارا ملنا مشکل ہے
رشوت کے زمرہ میں شمار ہو کر ناجائز رہے گا۔ایسا ہی غریب عوام کی نوکری پر
ملکان کے لئے رقم لینا جائز نہیں۔

والدليل على ماقلنا مافى ردالمحتار المعروف بشامى
(قوله فيفتى بجواز النزول عن الوظائف بمال) قال العلامه ال
فتاواه ليس للنزول شئى يعتمد عليه ولكن العلماء والحكام
للضرورة واشترطوا امضاء الناظر مثلا يقع فيه نزاع ملحضا من

السعود وذكر الحموى أن العينى ذكر فى شرح در الاشباه للسيدأبى
رالبحار
فى باب القسم بين الزوجات انه سمع من بعض شيوخه الكبار أنه يمكن أن يحكم بصحة النزول عن الوظائف الدينيه قياسا على ترك المرأة قسمها لصاحبتها لان كلامنها مجرداسقاط ره واستدل بعضهم للجواز بنزول سيدنا الحسن بن على رضى الله عنها عن الخلافة لمعاوية رضى الله تعالى عنه على عوض وهو ظاهر ايضا وهذا اولى مماقد مناه فى الوقف عن الخيريته من عدم الجواز ومن أن للمفروغ له الرجوع بالبدل بناء على أن المذهب عدم اعتبار العرف الخاص وانه لا يجوز الاعتياض عن مجرد الحق لما علمت من أن الجواز ليس مبنيا على اعتبار العرف الخاص بل على ما ذكرنا من نظائره الدالة عليه وأن عدم جواز الاعتياض عن الحق ليس على اطلاقه ورأيت بحظ بعض العلماء حن المفتى أبى السعود أنه افتى بجواز أحد العوض فى حق القرار والتصرف وعدم صحة الرجوع وبالجمله فالمسئله ظينة والنظائر متشابهته للبحث فيها مجال

(ج ٤/١٤–١٥)

علامہ ابن عابدین نے کوئی عہدہ چھوڑنے کے عوض لینے کے لئے بنیادی طور پر حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے وظیفہ قبول کر کے خلافت کے حق چھوڑنے پر استدلال کیا ہے لہذا معاشرتی حالات اور مذکورہ دلیل کی روشنی میں ﴿گولڈن ہیڈ شیک﴾ کے نام سے بقیہ مدت ملازمت کے عوض رقم وصول کرنا جائز ہے۔

حضرت حسنؓ کے حق خلافت کے عوض وظیفہ قبول کرنے سے یہ کہنا بھی بے جاہ نہیں کہ موجودہ دور میں کسی ملک کا ویزہ فروخت کر کے اس کا عوض لینا بھی جائز ہے۔تاہم اس میں یہ ضروری ہے کہ قانون کے دائرہ میں رہتے ہوئے اس ویزہ پر کسی شخص کو بھیجنا

مرحض ہو ورنہ کسی کے خاص ویزہ میں فوٹو تبدیل کر سکے -دھوکہ سے بھیجنے کے عوض
لینا جائز نہیں گویا ویزہ پر بھیجنے کے عوض رقم لینے کے لئے بنیادی شرط قانونی جواز کا ہونا

خراب انڈوں کی ذمہ داری

سوال :-بعض دفعہ ہم پولٹری فارم سے انڈے خرید کر اس میں خراب انڈے نکل آئے
شرعی نقطہ نظر سے ان خراب انڈوں کی قیمت کی ذمہ داری کس پر پڑتی ہے کیا بائع اس کا ذمہ
دار ہو گا یا مشتری کو یہ نقصان اٹھانے پڑے گا-

طولی

الجواب وباللہ التوفیق

ظاہر ہے کہ سینکڑوں کی تعداد میں انڈے جب کسی کریٹ میں رکھے جائیں
میں خراب ضرور ہوتے ہیں نقصان سے خالی شرط قرار دینا تو مشکل ہے لیکن خراب انڈوں
ذمہ داری کے بوجھ کے بارے میں عرف اور مارکیٹ کے قواعد کو مد نظر رکھ کر فیصلہ کیا
اگر معمولی نقصان ہو یعنی دو تین فیصد تک ہو تو یہ بوجھ قابل تحمل ہے اس لئے یہ بوجھ
کو برداشت کرنا پڑے گا-لیکن خراب انڈے اگر زیادہ ہوں مثلاً دس فیصد تک یا اس سے
ہوں تو پھر مشتری کو تمام انڈے واپس کر کے مجموعی قیمت واپس لینے کا حق ہے تاہم
اس وقت تک ہے جب انڈا توڑا نہ ہو اگر انڈا ایک دفعہ توڑا جائے اور وہ فاسد نکلے تو
نقصان کی ذمہ داری بائع پر ڈالی جاسکتی ہے اور واپسی کا حق نہیں -گویا واپسی کا حق اس
ہے جب تجربہ سے معلوم ہو کہ یہ انڈے بے کار ہیں تاہم اگر مارکیٹ کے قواعد
انڈوں میں ہر قسم کے نقصان کا بوجھ اٹھاتا ہے تو شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں-

ومجلة الاحکام

السبيض والجوز وماشا كلهما اذا ظهر بعضها فاسداً وكان مالا يستثنى

العرف والعادة كالاثنين والثلاثة فى المائة يكون معفوا وان كان الفاسد كثيرا كالعشرة فى المائة كان للمشترى رد جميعه للبائع واسترداد منه منه كاملا وفى شرح المجلة تحت هذه المادة

وهذا اذاكان المشترى لم يكسره امالو كسره فوجد بعضه فاسدا رجع بنقصان ماكسر ولا يرده لان الكسر عيب حادث (المادة ر ٣٠٤)

ترجمہ :-انڈے اور اخروٹ وغیرہ میں جب بعض خراب نکلے اگر عرف میں زیادہ نہ ہو مثلاً دو تین فیصد ہوں تو یہ معاف ہے اور اگر خراب زیادہ ہوں مثلاً دس فیصد ہو تو پھر مشتری کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ تمام انڈے واپس کر کے قیمت وصول کرے (شرح مجلہ میں ہے) کہ یہ اس وقت ہے جب مشتری نے انڈے نہیں توڑے ہوں البتہ اگر انڈے توڑ کر خراب پائے تو توڑے ہوئے انڈوں کا نقصان لیا جائے گا اور واپسی کا حق نہیں کیونکہ انڈے کا توڑنا نیا عیب ہے-واللہ اعلم بالصواب

مناسب فیس سے دانت کے علاج و معالجے کے لئے ماہر با اعتماد معالج
اور خدمت خلق کے حسین جذبہ سے سرشار عملہ کی خدمات حاصل
کرنے کے لئے بہترین مرکز
چمکنی ڈینٹل کلینک
Chamkani Dental Clinic
نزد شوال ہوٹل چوک سکندر پورہ پشاور شہر
فون:220048

بنگلہ دیش میں دینی مدارس: نئے رجحانات

ڈاکٹر ممتاز احمد*

دنیا میں عالم اسلام میں سب سے زیادہ عربی مدارس مدارس کے اساتذہ اور مدارس کے طلبہ بنگلہ دیش میں ہیں-یہ امتیاز کسی اور مسلمان ملک کو حاصل نہیں ہے-اس وقت بنگلہ دیش میں ۶۰ لاکھ ایسے افراد ہیں جو کسی نہ کسی حیثیت سے مدارس سے وابستہ ہیں-

بنگلہ دیش میں تین طرح کے مدارس ہیں: ایک وہ جو حکومت سے کوئی امداد یا تعاون نہیں لیتے نجی ہیں-ان کو قومی یا خارجی مدارس کہتے ہیں-دوسرے، عالیہ مدارس ہیں جو نجی ہیں لیکن حکومت سے مالی اعانت وصول کرتے ہیں- تیسرے خالصتاً سرکاری مدارس ہیں جن کی تعداد چار ہے-ان کو بھی عالیہ مدرسہ کہا جاتا ہے-ایسے عالیہ مدرسے ڈھاکہ، بوگرہ، راج شاہی اور جیسور میں ہیں-قومی مدرسوں کی تعداد ۶ ہزار ۵ سو ہے-یہاں مکمل درس نظامی پڑھایا جاتا ہے-اس میں سے ۳۰ فی صد مدارس میں دورہ حدیث بھی ہوتا ہے-۱۹۹۳ء میں ایسے مدارس کی تعداد صرف ۲ یا ۳ فی صد تھی جہاں دورہ حدیث کا انتظام تھا-اس اضافے کی وجہ یہ ہے کہ اس سے پہلے بنگلہ دیش کے علما کی بہت بڑی اکثریت درس نظامی مکمل کر کے دورۂ حدیث کے لیے دیوبند جایا کرتی تھی لیکن بھارتی حکومت نے اس خطرے کے پیش نظر کہ یہ سارے لوگ آئی ایس آئی کے ایجنٹ کے طور پر بھارت جاتے ہیں، ان کے ویزے بند کر دیے-اس نتیجے میں بنگلہ دیش میں مدارس نے خود دورہ حدیث کے انتظامات کیے-اس وقت صرف ڈھاکہ میں ۲۸ مدارس ایسے ہیں جہاں دورۂ حدیث ہوتا ہے-قومی مدارس کے اساتذہ کی تعداد ایک لاکھ ۳۰ ہزار اور طلبہ کی تعداد ۱۴ لاکھ ۶۲ ہزار ہے

* پروفیسر ہیمپٹن یونی ورسٹی امریکہ-یہ تحریر دینی مدارس پر انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز اسلام آباد کے ... منعقدہ ۶ جولائی ۲۰۰۰ء میں پیش کی جانے والی گفتگو پر مبنی ہے-

ہے-

عالیہ مدارس میں درس نظامی کے ساتھ جدید علوم پڑھائے جاتے ہیں-ان مدارس کو حکومت اساتذہ کی تنخواہوں کا ۸۰ فی صد اور توسیع و ترقی کے لیے ۷۵ فی صد تک امداد دیتی ہے-یہ مدارس پوری طرح سے نجی ہیں لیکن ان کے امتحانات کلی اور داخلی سطح پر ایک مدرسہ ایجوکیشن بورڈ لیتا ہے جو حکومت کا ادارہ ہے-ان مدارس کی تعداد ۶ ہزار ۹ سو ۶ ہے-ان میں اساتذہ کی تعداد ایک لاکھ ۷ ہزار ۲ سو ہے جب کہ طلبہ کی تعداد ۱۸ لاکھ ۸۷ ہزار ۳ سو ہے

چار سرکاری عالیہ مدارس میں طلبہ کی تعداد اوسطاً ۳ ہزار ہے-ان کے اخراجات ۱۰۰ فی صد حکومت کرتی ہے-طالبات کے قومی مدارس کی تعداد ۲۰۰ کے قریب ہے-طالبات کے ان مدارس میں مکمل درس نظامی پڑھایا جاتا ہے-دلچسپ بات یہ ہے کہ ان مدارس میں ۲۰ فی صد اساتذہ خواتین ہیں جو خود عالمہ دین ہیں-

ایک عمل جو جنرل ارشاد کے زمانے سے شروع ہوا وہ ابتدائی مدارس / مکتب کا قیام ہے جو مسجدوں سے بھی منسلک ہیں اور مسجدوں سے الگ بھی ہیں-اس وقت ایک اندازے کے مطابق ان کی تعداد ۱۸ ہزار ہے-ان میں اساتذہ کی تعداد ۸۵ ہزار ہے اور طلبہ کی تعداد ۲۰ لاکھ ہے-اس طرح ابتدائی، قومی، عالیہ، سرکاری سب ملا کر تقریباً ۳۲ ہزار مدارس ہیں اور ان میں طلبہ اور اساتذہ کی مجموعی تعداد ۶۰ لاکھ ہے-

تمام قومی مدارس میں انگریزی زبان لازمی قرار دی گئی ہے-اس وقت کوئی ایک بھی ایسا قومی مدرسہ نہیں ہے جس میں انگریزی زبان نہ پڑھائی جاتی ہو-ان مدارس میں انگریزی کی تدریس کے معیار میں ضرور فرق ہوگا- کسی میں بہتر ہے کسی میں کم بہتر لیکن پڑھائی ہر جگہ جاتی ہے-ایک اہم بات یہ ہے کہ تمام قومی مدارس میں پرائمری ایجوکیشن تدریس کا حصہ بنا دی گئی ہے-پہلے تو یہ ہوتا تھا کہ طلبہ کو براہ راست درس نظامی میں لیا جاتا تھا-اب پرائمری تعلیم درس نظامی کا لازمی حصہ بن گئی ہے-جو بچہ پرائمری اسکول سے شروع کرتا ہے اسے

سائنس، سوکس، جغرافیہ، انگریزی زبان، بنگلہ زبان، سب پڑھایا جاتا ہے - پرائمری کا
سارا نصاب پڑھ کے طالب علم درس نظامی میں جاتا ہے
تقابل ادیان سارے مدارس میں شامل کرلیا گیا ہے - بنگلہ دیش میں تقابل ادیا
سے مراد یہودیت، عیسائیت، بدھ ازم اور ہندو ازم ہے - ایک اور تبدیلی جو آئی ہے وہ یہ
مدارس پاکستان کی طرح اپنے وفاق میں شامل ہیں - اس وقت دو بڑے وفاق ہیں - ایک
"وفاق المدارس" ہے جس کا صدر مقام پوٹھیاں مدرسہ ہے جو چٹاگانگ کے پاس ہے - دو
"انجمن اتحاد المدارس" ہے جس کا صدر مقام ڈھاکہ میں ہے - ایک کے ساتھ ایک ہز
۵سو اور دوسرے کے ساتھ ۸۵۰ مدارس کا الحاق ہے - یہ دونوں وفاق ہر سال کے امتحا
الگ لیتے ہیں اور فائنل امتحان الگ لیتے ہیں - پورے بنگلہ دیش میں ایک وقت میں امتحا
ہوتے ہیں - امتحانی مراکز، نگران اور سپروائزر سب خود مقرر کرتے ہیں اور سندیں وفاق
طرف سے دی جاتی ہیں - ایک بڑی تبدیلی یہ ہوئی ہے کہ داخلے، امتحان، سب پیشہ ور
اندازے سے ہو رہے ہیں - تین چار مدرسے ایسے ہیں جن کا سارا ڈیٹا کمپیوٹر پر موجود ہ
کئی مدارس میں ٹیکنیکل ایجوکیشن بھی بڑی حد تک ہے - ۸ ہزاری مدرسہ بھارت بلکہ پور
بر عظیم میں دوسرا بڑا مدرسہ ہے، دیوبند سے ۷ سال بعد قائم ہوا، اس کی صد سالہ سالگرہ
منائی جانے والی ہے - اس میں ٹیکنیکل ایجوکیشن کا پورا انتظام ہے - ٹیکنیکل سے مراد محض
بندی نہیں ہے، بلکہ باقاعدہ ان کو جدید ٹیکنیکل مضامین کی تعلیم دی جاتی ہے - پوٹھ
مدرسہ جو ۱۹۳۷ء میں قائم ہوا اس میں بھی ٹیکنیکل تعلیم دی جاتی ہے - پوٹھیاں مدرسے
میں نے دیکھا کہ تقریباً ۵۰ فی صد طالب علم ایسے تھے جو فاضل / گریجویٹ ہونے کے
کسی بھی ہسپتال میں جاکر میڈیکل پریکٹیشنر کے طور پر کام کرسکتے تھے - ہر
انجکشن لگانا آتا تھا، مرغیوں کو بھی اور انسانوں کو بھی - ہر شخص بنیادی طبی کورس کر چکا
ہے -

اے زیڈ ایم شمس العالم صاحب جو العرفہ اسلامی بنک کے چیئرمین ہیں انہوں

مجھے بتایا کہ دو سال پہلے انہوں نے قومی مدرسوں سے درس نظامی کے فارغ گریجویٹس کو اپنے بینک میں آفیسر کے طور پر ملازمت میں لیا - اس وقت ان کے بنک میں ۶۰ افسر ہیں جن کے پاس کوئی انگریزی کی تعلیم نہیں تھی - انہوں نے کسی کالج یا یونیورسٹی سے بی کام یا ایم بی اے نہیں کیا تھا، درس نظامی کے فارغ التحصیل تھے - انہوں نے ان ۶۰ طالب علموں کو ۶ ماہ کی ٹریننگ دی - میرے اس موجودہ دورے کے دوران انہوں نے مجھے ان سے ملوایا - ان کے بینکنگ ڈائریکٹر کا یہ کہنا تھا کہ ان کی پیشہ ورانہ کارکردگی، جدید پڑھے لکھوں سے بدرجہا بہتر تھی - وہاں ایک راستہ یہ بھی مکمل رہا ہے اور اس پر یہاں ہمیں سوچنا چاہیے -

عالیہ مدارس کی روایت کو دیکھنا چاہیے - عالیہ مدرسے میں میٹرک 'ایف اے' بی اے 'ایم اے ان چار سطحوں تک تعلیم دی جاتی ہے - اسے داخل، عالم، فاضل اور کامل کہتے ہیں - بنگلہ دیش کی حکومت نے داخل کو میٹرک اور عالم کو انٹرمیڈیٹ کے برابر تسلیم کرلیا ہے - نتیجتاً عالیہ مدرسے کی ۸۰ فی صد گریجوایٹس قومی تعلیم کے دھارے میں شامل ہو جاتے ہیں - یہ ڈھاکہ یونیورسٹی، چٹاگانگ یونیورسٹی اور راج شاہی یونیورسٹی میں داخلہ لے لیتے ہیں اور پھر اپنے اپنے مضامین میں ایم اے 'بی اے کر لیتے ہیں - اس وقت بنگلہ دیش کی سول سروس 'آرمی، پرائیویٹ سیکٹر میں، بنک کاری میں بہت بڑی تعداد ایسی ہے جو عالیہ مدرسوں کے گریجوایٹس ہیں - وہ درس نظامی کے مکمل طور پر ماہر ہیں - مزید یہ کہ انہوں نے ایف اے، بی اے سطح کے جدید مضامین بھی پڑھے ہوئے ہیں - اس وقت ڈھاکہ، راج شاہی، چٹاگانگ 'جہانگیر نگر، ان ساری یونیورسٹیوں میں فارسی، اردو، عربی، اسلامی تاریخ، اسلامیات، ان تمام شعبوں کے ۱۰۰ فی صد اساتذہ عالیہ مدرسوں کے گریجوایٹس ہیں - پاکستان کی یونیورسٹیوں میں اس کا بہت کم امکان پایا جاتا ہے - عالیہ مدرسوں بہت سے نامی گرامی نکلے ہیں - اس وقت بنگلہ دیش کے جو چوٹی کے اہل علم و دانش ہیں ان کی خاصی بڑی تعداد عالیہ مدارس سے نکلی ہے -

۷۲-۱۹۷۳ء میں جب شیخ مجیب الرحمٰن یہاں سے واپس گئے تو انہوں نے

مدرسوں کے اوپر ایک وار کرنے کی کوشش کی۔ "قدرت خدا کمیشن" بٹھایا گیا اس کمیشن کی بنیادی رپورٹ یہی تھی کہ مدرسوں کے نظام کی کوئی ضرورت نہیں ہے ان کو ختم کردیا جائے۔ اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ ان کا خیال تھا کہ یہ مدارس ڈالوں اور رضاکاروں کے مراکز تھے اور پاکستان کی حمایت کرنے والوں کی بڑی تعداد دراصل انہی مدرسوں کے طلبہ کی تھی۔

دوسری طرف سیکولر عناصر کا خیال تھا کہ اسلام کی جڑیں اس ملک میں اس وقت تک مستحکم رہیں گی جب تک یہ مدارس رہیں گے۔ "قدرت خدا کمیشن" نے رپورٹ کے ساتھ ہی ایک سروے کیا کہ ہمارے سفارشات کے بارے میں لوگوں کا ردعمل کیا ہے۔ اس سروے کے جواب دینے والوں کا یونیورسٹیوں کے پروفیسر اور مغربی تعلیم یافتہ دانشور تھے ان میں سے ۹۰ فی صد لوگوں نے یہ کہا کہ مدرسوں کو نہ چھیڑا جائے اور ۹۵ فی صد نے یہ کہا کہ مدرسوں کو کسی نہ کسی صورت میں ہر حالت میں باقی رکھا جائے۔ اس سروے سے شیخ مجیب الرحمٰن کی آنکھیں کھل گئیں۔ انہوں نے اپنا ارادہ جو تبدیل کیا اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ انھیں معلوم تھا کہ عوام کے اندر اور خاص کر مغربی تعلیم یافتہ لوگوں کے اندر مدرسوں کے لیے کتنی خیر سگالی پائی جاتی ہے۔ کیا وجہ ہے کہ پاکستان میں مدارس کی عوام میں وہ بنیادی روابط (linkages) وہ ہمدردی اور خیر سگالی نہیں ہے جو بنگلہ دیش میں مدارس کی تھی کہ مغرب زدہ طبقہ بھی کھڑا ہو گیا اور انہوں نے کہا کہ آپ ان مدرسوں کو ہاتھ نہیں لگا سکتے۔

دو رجحانات کا میں خاص طور پر تذکرہ کرنا چاہتا ہوں

میر پور ڈھاکہ میں ایک مدرسہ حال ہی میں تعمیر کیا گیا ہے جس کا نام ہے دار الارشاد مدرسہ۔ اس مدرسے کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں صرف کالج گریجوایٹس کو داخلہ دیا جاتا ہے۔ پہلے آپ کے پاس یونیورسٹی کی بی اے کی ڈگری ہو، پھر آپ کو درس نظامی میں داخلہ دیا جائے گا۔

میر پور ڈھاکہ میں ایک اور مدرسہ دو سال سے قائم ہے اس کا نام ہے ڈھاکہ کیڈٹ مدرسہ۔ اس میں عام مضامین کے لیے ذریعہ تعلیم انگریزی ہے اور اسلامی علوم کے

لیے عربی۔ میں اس مدرسے میں گیا اور آپ یقین کیجیے کہ ان کے طلبہ ڈھاکہ یونیورسٹی کے گریجوایٹس سے بہت بہتر، بے انتہا خوب صورت انگریزی بولتے تھے، بلکہ ان کے علم کی وسعت بھی یونیورسٹی گریجوایٹس کے مقابلے میں بہتر تھی یہ مدرسہ اور اس طرح کے دو تین مدرسے عنقریب چٹاگانگ میں شروع کیے جانے والے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ اس مدرسے کا گریجویٹ بنگلہ دیش کے چوٹی کے انگلش میڈیم اسکولوں کے گریجوایٹس کے مقابلے میں کھڑا ہو سکتا ہے۔

ایک آخری بات، میں ڈھاکہ میں تھا جب وزیر خزانہ کبریا نے اس سال کا بجٹ پیش کیا۔ اخبار پر نظر پڑی کہ بجٹ میں ۵ سو کروڑ ٹکا مدارس کے لیے مختص کیے گئے ہیں۔ اسی سیمینار میں ایک صاحب نے بتایا ہے کہ حکومت پاکستان نے بہ کمال مہربانی ۱۵ لاکھ روپے کی خطیر رقم پاکستانی مدارس کی تعمیر و ترقی کے لیے عطا کرنے کا فیصلہ کیا ہے!

(بہ شکریہ ماہنامہ ترجمان القرآن ستمبر ۲۰۰۰ء)

پبلک لمیٹڈ کمپنی کیا ہوتی ہے

پروفیسر سید محمد عباس

جیساکہ قارئین کرام کو معلوم ہے کہ جامعہ عثمانیہ میں "مجلس البحوث الاسلامی" کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جس کے سات ممبرز ہیں-اس کا بڑا مقصد جدید مسائل کا صحیح اسلامی حل پیش کرنا ہے- مجلس جدید مسائل کی حقیقت جاننے کے لئے ماہرین فن کو اپنے ہاں مدعو کرتی ہے اس سلسلے میں جناب پروفیسر سید محمد عباس نے نظام ٹیکسیشن، اسٹاک ایکسچینج اور کمپنیوں کے بارے میں مختلف لیکچر دیئے-ادارہ ان کا ایک مضمون شائع کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہے-(ادارہ)

جس طرح شراکت میں دو یا تین افراد مشترکہ طور پر کاروبار کرتے ہیں اسی طرح جب کئی ہزار افراد مشترکہ کاروبار کرتے ہیں تو اسے پبلک لمیٹڈ کمپنی کہتے ہیں-

جب کچھ (بہت بڑے اور بالدار) کاروباری لوگ، پبلک لمیٹڈ کمپنی بنانا چاہتے ہیں تو حکومت سے اس کی باقاعدہ تحریری اجازت حاصل کرتے ہیں- حکومت پاکستان کا ایک ادارہ "Cor-porate Law Authority" ہے اس ادارے سے اجازت نامہ حاصل کرنے کے لئے یہ بتانا پڑتا ہے کہ مجوزہ کمپنی کا نام کیا ہوگا، اس کا ہیڈ آفس کس شہر میں ہوگا، جو لوگ کمپنی کا آغاز کررہے ہیں ان کے نام اور پتے کیا ہیں اور وہ اس کمپنی کے لئے کتنی کتنی رقم In-vest کریں گے اور کمپنی کیا کیا کاروبار کرے گی، وغیرہ وغیرہ

ان معلومات اور دیگر قانونی دستاویزات کے بارے میں اطمینان کرنے کے بعد، حکومت کمپنی قائم کرنے کی اجازت دیتی ہے- حکومت، یہ بھی طے کرتی ہے کہ کمپنی میں کل، کتنی رقم In-vest کرنے کی اجازت ہوگی-اور اس میں سے کتنی رقم عام پبلک سے حاصل کی جاسکتی ہے- مثال کے طور پر زید، بکر اور عمر وغیرہ نے حکومت کو درخواست دی اور کمپنی قائم کرنے کی

اجازت حاصل کرلی- یہ بھی طے ہوگیا کہ کل رقم ۵۰ کروڑ روپے Invest کی جائے گی-

اور زید، بکر، عمر وغیرہ نے حکومت کو بتایا کہ ۲۶ کروڑ روپے ہم خود اپنے پاس سے کاروبار میں لگائیں گے (یعنی Invest کریں گے) اور ۲۴ کروڑ روپے دوسروں سے جمع کریں گے-

مذکورہ بالا تمام باتوں کی اجازت کے بعد زید، بکر، عمر کمپنی کے نام سے اخبارات میں یہ اشتہار دیں گے کہ ہم نے XYZ کمپنی قائم کی ہے جس میں ہم ۵۰ کروڑ روپے سے کاروبار کریں گے-اور اس رقم ۵۰ کروڑ روپے کو ہم نے دس دس روپے کے ۵ کروڑ Shares (یعنی حصص) میں تقسیم کیا ہے-اس میں سے ۲ کروڑ ۶۰ لاکھ حصص ہم نے خود خرید لئے ہیں باقی ۲ کروڑ ۴۰ لاکھ حصص ہم فروخت کرنا چاہتے ہیں- جو لوگ خریدنا چاہیں وہ کمپنی سے خرید لیں-

اس کے بعد یہ ہوگا کہ جو شخص مثلاً ۵۰۰۰ روپے Invest کرنا چاہتا ہے وہ دس دس روپے کے ۵۰۰ حصص (Shares) خرید لے گا اور اسی طرح جو دس لاکھ روپے لگانا چاہتا ہے وہ دس دس روپے والے ایک لاکھ Shares خرید لے گا اور اس طرح 2,40,00,000 Shares فروخت ہوکر کمپنی کے پاس ۲۴ کروڑ روپے آجائیں گے 2,60,00,000 حصص، زید، بکر، عمر نے خرید کر مبلغ 26 کروڑ روپے کمپنی میں لگائے تھے-اس طریقے سے اب کمپنی کے پاس 50 کروڑ روپے پورے ہوگئے یعنی کل 5 کروڑ حصص فروخت ہوکر کمپنی کو 50 کروڑ روپے مل گئے کمپنی کے قائم ہونے کے ساتھ ہی زید، بکر، عمر اس کے ڈائریکٹر بن جائیں گے اور تمام کاروباری معاملات چلائیں گے-

منافع کی تقسیم

جب کمپنی کا کاروبار ایک سال چلتا رہے گا تو سال کے بعد منافع کا حساب ہوگا- مثال کے طور پر کمپنی کو کل 5 کروڑ روپے منافع ہوا- جس کا مطلب یہ ہوا کہ ہر حصے (Share) پر ایک روپیہ منافع ہوا- کمپنی اس موقع پر تمام حصہ داران یعنی Share Holders کا سالانہ

اجلاس بلائے گی- اس اجلاس میں سالانہ حسابات پیش کرے گی اور یہ بھی فیصلہ (ووٹوں کی بنیاد پر) کرے گی کہ منافع کی پوری رقم 5 کروڑ روپے تقسیم کردے یا ڈھائی کروڑ یا 2 کروڑ یا کچھ کم یا زیادہ رقم تقسیم کردے۔

اب مثال کے طور پر اگر کمپنی نے یہ فیصلہ کیا کہ 3 کروڑ روپے تقسیم کرنے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ بقیہ 2 کروڑ روپے کاروبار کی ترقی کے لئے کاروبار میں لگائے جائیں گے۔ 3 کروڑ روپے کی تقسیم کا مطلب یہ ہے کہ ہر Share پر 60 پیسے منافع ملے گا، جس کے پاس -/1000 شیئرز ہیں اسے -/Rs.600 مل جائیں گے۔

منافع کی تقسیم کے لئے کمپنی ہر Share Holder کے گھر بذریعہ ڈاک Dividend Warrant (منافع کی تقسیم کا اطلاع نامہ) ارسال کردے گی اور وہ شخص یہ خط دکھا کر طے شدہ دفتر/بینک وغیرہ سے اپنی رقم وصول کرلے گا۔

افراد کے مابین Shares کی خرید و فروخت

مثال کے طور پر ایک کمپنی اپنے سالانہ حسابات دسمبر کے ماہ میں کرتی ہے - اور جنوری میں منافع تقسیم کرتی ہے - اس کمپنی کے Share Holders میں سے ایک شخص کے پاس کمپنی کے -/10,000 روپے مالیت کے -/1000 عدد Shares ہیں - جو اس نے دس روپے فی Shares کے حساب سے خریدے تھے - اب یہ شخص کسی وجہ سے Shares جون میں فروخت کرنا چاہتا ہے - تو کمپنی اس سے یہ Shares واپس نہیں خریدے گی - البتہ کوئی اور شخص یہ Shares خریدنے میں دلچسپی رکھتا ہو تو یہ Shares اس کے پاس بیچے جاسکتے ہیں - سہولت کے لئے یہ فرض کرلیں کہ Shares فروخت کرنے والے کا نام امجد اور خریدنے والے کا نام رشید ہے۔

امجد کی خواہش یہ ہوگی کہ اسے 10,000 روپے پر کم از کم 6 ماہ کا منافع تو مل جائے۔ لہٰذا امجد کا اندازہ یہ ہے کہ سالانہ حسابات کے وقت کمپنی فی شیئر 2 روپے منافع دے گی تو وہ

مطالبہ کرے گا کہ 6 ماہ کے حساب سے 2 روپے کا نصف یعنی ایک روپیہ فی شیئر امجد کو دیا جائے۔ اگر رشید، امجد کی رائے سے اتفاق کرلے تو رشید، اصل قیمت -/10,000 کے علاوہ ایک روپیہ فی Share کے حساب سے -/1000 شیئرز کے 1000 روپے امجد کو دے گا اس طرح امجد کے Shares -/11000 روپے میں فروخت ہوجائیں اور سال کے اختتام پر جب کمپنی 2 روپے فی شیئر کے حساب سے 2000 روپے منافع دے گی تو رشید کو یہ ایک ہزار بھی وصول ہوجائیں گے اور مزید اپنے 6 ماہ کی سرمایہ کاری کا منافع 1000 بھی وصول ہوجائے گا۔

امجد اور رشید ایک روپیہ فی شیئر زیادہ کے لین دین پر تیار ہوجائیں یہ دراصل Bargain کی بات ہے اگر عام طور پر اس کمپنی کی شہرت اچھی ہے اور یہ کمپنی زیادہ منافع کمانے والی کمپنی ہے تو اس کے Shares زیادہ قیمت پر فروخت ہوتے رہیں گے۔ حتی کہ اگر کمپنی نقصان میں جارہی ہے تو اس کا Share اصل قیمت سے کم میں فروخت ہوگا۔ ... ایسی کمپنیاں بھی ہیں جن کا 10 روپے اصل قیمت Share -/150 اور -/170 روپے میں فروخت ہوتا ہے اور ایسی بھی ہیں جن کا دس روپے اصل قیمت کا Share ... روپے میں فروخت ہوتا ہے۔

Share کی خرید و فروخت کس جگہ ہوتی ہے

جس طرح سبزی منڈی میں سبزی بیچنے کی خواہش رکھنے والے لوگ سبزی لے آتے ہیں اور خریدنے والے وہاں جاکر Bargain کرکے اپنی ضرورت کے مطابق سبزی خرید لیتے ہیں، اسی طرح Shares کی بھی ایک منڈی یا Shares Market ہوتی ہے - پاکستان میں کل تین Markets ہیں - جو کہ کراچی، لاہور اور اسلام آباد میں واقع ہیں - ان کو Stock Exchange کہتے ہیں-

... ہم عام طور پر اس بات سے واقف نہیں ہوتے کہ کون شخص Shares خریدنا یا بیچنا

چاہتا ہے اس لئے ہم ایک دوسرے سے اس بنیاد پر رابطہ کرنا چاہیں بھی تو نہیں کر سکتے … کام کے لئے ہم Stock Exchange جا کر منڈی میں معلوم کر سکتے ہیں کہ … شخص xyz کمپنی کے Shares بیچ رہا ہے یا نہیں اور اگر بیچ رہا ہے تو کتنی قیمت مانگ رہا ہے … ہم وہ قیمت دینے پر تیار ہوں تو ہم اسی وقت وہ Shares خرید سکتے ہیں البتہ Stock Exchange میں ہم براہ راست خرید و فروخت نہیں کر سکتے حکومت / سرکاری ادارے … وہاں کچھ کاروباری لوگوں کو اس کام کا لائسنس دے رکھا ہے ان لوگوں کو Broker (ایجنٹ) کہتے ہیں - عام آدمی اپنے لئے Shares کی خرید و فروخت کسی Broker کے ذریعے کرتا ہے اور اس کام کے بدلے اس کو 1% یا 1/2 فیصد کمیشن دیتا ہے - تمام لکھنا پڑھنا اور Shares کی رجسٹریشن وغیرہ Broker کرواتا ہے -

چند مزید وضاحتیں

☆ اگر کوئی کمپنی ہر سال 5 کروڑ روپے کا منافع حاصل کرے مگر برسہا برس تک … Share Holders میں رقم تقسیم نہ کرے تو اس صورت میں بھی Share Holders کا نقصان نہیں ہے، اس لئے کہ مثلاً دس سال میں 50 کروڑ روپے اگر تقسیم نہ … گے تو کاروبار کی ترقی میں خرچ ہوں گے اور اس کے نتیجے میں Stock Exchange میں اس کمپنی کے Share کی قیمت بڑھے گی - یعنی لوگ اس بنیاد پر اس کمپنی کا Share خریدنا چاہیں گے کہ یہ کمپنی مالی طور پر بہت مضبوط ہے -

☆ اگر کسی کمپنی کو بہت زیادہ نقصان ہو جائے اور کمپنی بالکل تباہ ہو جائے تب بھی … Holder کا زیادہ سے زیادہ نقصان یہ ہو گا کہ اس کو اپنے شیئرز کی رقم واپس نہیں … (یعنی کوئی اس سے یہ شیئرز خریدنے پر آمادہ نہیں ہو گا) البتہ اس شیئر ہولڈر سے … کبھی بھی نہیں کیا جائے گا کہ وہ مزید رقم ادا کر کے خسارہ پورا کرے - اسی وجہ سے … Limited یعنی محدود کہتے ہیں کہ اس میں شیئر ہولڈر کی ذمہ داری محدود ہے …

… اگر کوئی نئی کمپنی قائم ہو یا کوئی پرانی کمپنی (حکومت سے اجازت لے کر) مزید Shares جاری کرے تو اصل قیمت پر کمپنی سے براہ راست شیئرز خریدے جا سکتے ہیں -

… کمپنی کے معاملات کے بڑے بڑے فیصلے Share Voting Holders کے ذریعے کرتے ہیں - لیکن Voting کا طریقہ یہ ہے کہ جس شخص کے پاس زیادہ Shares ہوں اس کے Votes بھی زیادہ ہیں اس کے Shares کم ہیں اس کے Votes بھی کم ہیں - … ہوتا یہ ہے کہ جو لوگ کمپنی قائم کرتے ہیں وہ خود اپنے اور اپنے بیوی بچوں بھائیوں کے … کم از کم 51 فیصد Shares خرید لیتے ہیں - اسی طرح ہمیشہ Votes کی اکثریت ان کے پاس رہتی ہے باقی سب لوگ مل کر بھی 49 فیصد Votes کے مالک ہوتے ہیں اس لئے فیصلے ہمیشہ ان ہی کی مرضی کے ہوتے ہیں جن کے پاس 51% حصص ہیں -

کمپنی کے Share Holders کا سالانہ اجلاس میں عملاً بہت کم Share Holders شرکت کرتے ہیں اس لئے کہ یہ شرکت لازمی تو ہے نہیں اور جب لوگ ویسے بھی یہ جانتے ہیں کہ فیصلہ 51 فیصد والوں کی مرضی کا ہونا ہے تو وہ جانے کی زحمت نہیں کرتے - اگر کوئی چاہے تو اپنی جگہ کسی اور شخص کو بھی بھیج سکتا ہے اور چاہے تو اپنا ووٹ لکھ کر بھیج سکتا ہے -

تبصرہ کتب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب کا نام	الاسماء الحسنیٰ ویلیه اسماء الیمنیٰ
ضخامت	بتیس ۳۲ صفحات
مصنف	شیخ الحدیث والادب حضرت مولانا عبد الجمیل صاحب
تبصرہ نگار	حافظ احسان الرحمن درجه خامسه

ملنے کا پتہ:۔ادارہ جمیل المعارف یوسف آباد عمرزئی چارسدہ

رب کائنات کے اسماء حسنیٰ قرآن وحدیث میں اگرچہ متعدد مقامات پر مذکور ہیں لیکن بعض علمی اور ادبی ذوق رکھنے والے صاحبان قلم ان اسماء کو مختلف انداز میں پیش کرتے ہیں تاکہ عام لوگوں کو ان اسماء حسنیٰ کے جاننے اور پڑھنے میں آسانی اور لطف محسوس ہو چنانچہ بعض حضرات نے ان کو قصیدے کی شکل میں بھی پیش کیا ہے

زیر نظر کتاب اسماء حسنیٰ یلیه اسماء الیمنیٰ بھی اس سلسلے کی ایک کڑی ہے جسکے پرونے والے حضرت مولانا عبدالجمیل صاحب ہیں موصوف کا یہ قصیدہ عوام اور خواص کیلئے ایک بہترین تحفہ ہے کیونکہ باری تعالیٰ کے اسمائے مبارک انتہائی بابرکت ہیں۔ قبولیت دعا اور دخول جنت کا سبب ہیں اور اس کی برکت سے آدمی کی تمام تر پریشانیاں مصیبتیں رفع دفع ہو جاتی ہیں حدیث میں آتا ہے حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمۃ الزہراؓ سے فرمایا کہ تمہارے لئے اس چیز کیا مانع ہے کہ میں تمہیں ایک وصیت کروں وہ وصیت یہ ہے کہ صبح وشام یہ دعا پڑھنے (یا حیی یا قیوم برحمتك استغیث اصلح لی شانی کله ولا تکلنی الی نفسی طرفة عینی) تو یہ حاجات ومشکلات کیلئے بے نظیر ہے اسی طرح احادیث میں آتا ہے

۴۲۰

(ان الله تعالی له تسعة وتسعین اسماء مائة الا واحداً من احصاها دخل الجنة)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کیلئے ننانوے نام ہیں جس نے گن کر پڑھا جنت میں داخل ہوگا

امام بخاریؒ نے من احصاها کی تشریح میں حفظها سے کی ہے یعنی جس نے ان ناموں کو یاد کیا

تو قرآن اور احادیث میں متعدد مقامات پر اسماء حسنیٰ کے فضائل اور اسکے برکات مذکور ہیں اور یہ اگرچہ علماء اور خواص لوگوں کو جن کو قرآن اور احادیث سے زیادہ تر تعلق اور واسطہ موجود ہو انکو معلوم ہوتا ہے۔ لیکن موصوف نے عوام کیساتھ بھی یہ احسان کرتے ہوئے انکے لئے بھی اسماء حسنیٰ قرآن وحدیث سے چن کر کے اس سلسلے میں اسماء احسنیٰ یلیه اسماء الیمنیٰ کے نام سے ایک رسالہ پچاسی اشعار پر مشتمل ایک قصیدہ پیش کیا ہے قصیدہ کی زبان بھی اور بیان بھی ماشاء اللہ بہت ہی احسن ہے ہر شعر کے نیچے اسکا مطلب و تشریح ذکر کرتے ہوئے عام لوگوں کیلئے ان کے معانی سمجھانے میں دشواری سے بچنے کی کوشش کی ہے قصیدے کی ابتداء اور انتہا درود شریف سے کی ہے جس کی وجہ سے اس کی قیمت اور بھی بڑھ گئی (فالحمد لله علی ذالك حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیه)

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ موصوف کا یہ قصیدہ عوام اور خواص کیلئے یقیناً مفید ہوگا انشاء اللہ دنیا اس سے فیضیاب ہوگی خدا تعالیٰ موصوف کے اس خدمت کو دربار الٰہی میں قبول فرما کر راہ نجات کیلئے ذریعہ بنائیں۔ آمین ثم آمین

۴۲۱

جامعہ عثمانیہ پشاور کی مجلس شوری کا سالانہ اجلاس درج ذیل پروگرام کے مطابق منعقد ہوگا۔ جملہ اراکین شوری کی خدمت میں دعوت نامہ بھیجا گیا۔ تاہم جن اراکین حضرات کو ڈاک کی بے انتظامی کی وجہ سے اگر کہیں دعوت نامہ نہ مل سکے تو اشتہار ہذا کو دعوت نامہ سمجھتے ہوئے حاضری کی سعادت سے ہمیں محروم نہ فرمائیں۔

صدارت:۔ حضرت مولانا حکیم لطف الرحمٰن صاحب

سرپرست اعلی جامعہ عثمانیہ

تاریخ:۔ ۲۴ ستمبر ۲۰۰۰ء بروز اتوار صبح دس بجے

ایجنڈا

(الف) تعلیمی سال کی کارکردگی کی رپورٹ

(ب) تعلیمی سال نمبر ۹ کیلئے تخمینی بجٹ

(ج) تعلیمی / تعمیری اور توسیعی منصوبوں پر بحث

متمنی شرکت

مفتی غلام الرحمٰن

حقوق العباد کی اہمیت

خالد محمود

درجہ تخصص سال دوم جامعہ عثمانیہ پشاور

اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام ادیان میں حقیقی اور صحیح اور پسندیدہ دین اسلام ہے دین اسلام نے سابقہ تمام ادیان کو منسوخ کر دیا اور قیامت تک آنے والے انسانوں کی ہدایت اور رہنمائی کیلئے ایک واضح راستہ متعین کیا۔ دین اسلام جہاں دیگر خوبیوں سے مالا مال ہے۔ وہاں اس نے ادیان سابقہ میں موجود سخت احکام (جو اس وقت ان کے احوال کے مناسب تھے) کو ختم کر کے اعتدال اور میانہ روی کی تعلیم دیکر معتدل طرز زندگی اپنانے کا حکم دیا ہے۔

اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ دین اسلام حقیقت میں حقوق کی ادائیگی کا نام ہے۔ ہر انسان کے ذمے کچھ حقوق اللہ تعالیٰ کے ہیں اور کچھ اللہ کے بندوں کے۔ جن کو حقوق اللہ اور حقوق العباد کہا جاتا ہے۔ جو شخص ان دونوں حقوق کی ادائیگی احسن طریقے سے کریگا وہ صحیح معنوں میں دین اسلام پر عمل پیرا ہوگا اور جو ان میں سے کسی ایک کی ادائیگی کا تو خوب اہتمام کرے لیکن دوسرے کی ادائیگی میں کوتاہی کرے بالفاظ دیگر حقوق اللہ مثلاً نماز، روزہ، زکوۃ، اور حج وغیرہ کی ادائیگی میں تو اپنا سارا وقت اور پورا زور صرف کرے اور حقوق العباد جیسے والدین کی اطاعت، بیوی بچوں کے حقوق، پڑوسی کے حقوق وغیرہ میں کوتاہی کرے یا اس کے برعکس حقوق العباد کی ادائیگی میں تو اپنی پوری توانائی صرف کرے لیکن حقوق اللہ کو وہم وخیال میں بھی نہ لائے تو ایسا شخص دین اسلام پر عمل پیرا نہیں بلکہ ادھورے دین پر عمل اور ادھوری بندگی کر رہا ہے صرف حقوق اللہ کی پاسداری کرنا اور حقوق العباد کو پس پشت ڈالنا رھبانیت ہے۔ جس کو اسلام نے ممنوع قرار دیا ہے۔ **لا رھبانیۃ فی الاسلام**

تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اولاد آدم پر رھبانیت کے دورے مختلف

او قات میں پڑتے رہے ہیں اور یہ مسلک مرض کبھی مصریوں میں فقراء اور ملنگوں کی صورت میں، کبھی ایرانیوں میں مانویوں اور تجرد پسندوں کی شکل میں، کبھی یونانیوں میں اشراقیوں اور باطنیوں کے روپ میں اور کبھی ہندوؤں میں جوگیوں اور سنیاسیوں کی صورت میں ظاہر ہوا ہے۔ لیکن اس مرض کا سب سے شدید حملہ بنی نوع انسان پر اس وقت ہوا جب عیسائیوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے تقریباً دو سو سال بعد بے راہ روی اور بگاڑ پیدا ہو گیا اور رومیوں کے دنیا پرست اور مظاہر پسند معاشرے کے رد عمل میں ترک دنیا پر فخر کرنے لگے اور رہبانیت ایک وبا کی طرح عیسائی دنیا پر چھا گئی۔ یہ لوگ اپنے نفس کو مارنے کیلئے اپنے آپ کو سخت جسمانی اذیتیں دیا کرتے تھے من دو من کا وزن ہر وقت اٹھائے رکھتے۔ دلدلوں میں ننگے سوجاتے، خشک کنوؤں میں جا بیٹھتے اور ننگے ہو کر زہریلی مکھیوں کو دعوت شکار دیتے۔ اونچے ستونوں پر چڑھ کر سالہا سال تک نہ اترتے۔ جنگلوں میں فرار ہو کر بھٹوں میں جاگھستے اور مدت دراز تک گھاس پھوس کھاتے رہتے ، زبردستی اپنے جسم کو زخمی کرتے اور پھر علاج نہ کر کے ان زخموں کو سڑاتے اور جب ان میں کیڑے پڑ جاتے تو خوش ہوتے یہ لوگ ہر وقت گندے رہتے، صفائی سے نفرت کرتے اور نہانے دھونے کو حرام سمجھتے تھے۔

یہ تارکین دنیا ازدواجی زندگی سے احتراز کرتے تھے جنسی تعلق کو خواہ وہ میاں بیوی کے درمیان ہی کیوں نہ ہو، حرام سمجھتے تھے اور تمام عمر شادی نہ کرتے اگر کسی وجہ سے کر بھی لیتے تو سہاگ رات ہی چھوڑ کر بھاگ جاتے حتی کہ اگر شادی شدہ کوئی رہبانیت اختیار کرتا تو بیوی تو کیا بچوں کو بھی چھوڑ دیتا اسی طرح یہ لوگ دنیا کی محبت دل سے نکالنے کیلئے اپنے رشتہ داروں سے قطع تعلق کر لیتے تھے۔ ان کے خیال میں دنیا کے کسی فرد سے محبت، خواہ ماں ہو یا بہن بیوی ہو یا بیٹا بیٹی ، باپ ہو یا بھائی، بدترین گناہ تھا وہ اپنے ضعیف ماں باپ اور محتاج اور نادار اعزاء و اقرباء کو چھوڑ کر یہ خانقاہوں میں جا گھستے اور اعزاء کو شکل دکھانا انھیں اپنی شکل دکھانا حرام سمجھتے --

اسلام کی نظر میں یہ طرز زندگی غیر فطری ہونے کے علاوہ کئی سارے انسانوں کے حقوق کی پامالی کا سبب بھی بنتا ہے، اسی وجہ سے اسلام نے اس طرز زندگی کو حرام قرار دیا، رہبانیت میں انسان یہی سمجھتا ہے کہ وہ اللہ کیلئے اپنے آپ کو فنا کر رہا ہے، لیکن در حقیقت وہ خالق کائنات کی نافرمانی اور اس کے احکام کی خلاف ورزی کرتا ہے، اس کے برعکس اگر صرف حقوق العباد کی ادائیگی میں تمام تر ذہنی قوت اور توانائیاں صرف کی جائیں اور حقوق اللہ سے صرف نظر کیا جائے تو یہ نفس پرستی ہے، دین نہیں کیونکہ جس ذات نے اس انسان کو نیست سے ہست کر دیا۔ عدم سے وجود بخشا اور کروڑہا انعامات کے ذریعے اس کو نوازا اس کے حقوق سے کنارہ کشی کر لینا بہت بڑا ظلم اور زیادتی ہے۔

لہذا دین اسلام کی کامل اور مکمل تعلیم کا حاصل یہ ہے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کی ادائیگی اپنی اپنی جگہ پر ضروری ہے اور یہی صراط مستقیم ہے۔ لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو ایک حیثیت سے حقوق العباد کی اہمیت حقوق اللہ سے بڑھ کر ہے۔ کیونکہ خدانخواستہ اگر کسی نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کے حقوق تلف کر لئے تو رحیم کریم ذات سے اسکی امید ہے کہ وہ محض اپنے فضل و کرم سے اس کی اس کوتاہی کو معاف فرمادیں لیکن اگر کسی نے بندوں کے حقوق تلف کر لئے تو اللہ تعالیٰ بندوں کے حقوق معاف نہیں فرماتے۔ فقہ حنفی کی مشہور کتاب فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے۔

لواخرز كاة المال حتى مرض يودى سرا من الورثة وان لم يكن عنده مال واراد ان يستقرض لاداء الزكاة فان كان فى اكبررايه انه اذااستقرض وأدى الزكاة واجتهدلقضاء دينه يقدر على ذلك كان الا فضل له ان يستقرض وان كان اكبر رايه انه اذااستقرض لايقدر على قضاء الدين كان الافضل له ان لا يستقرض لان خصومة صاحب الدين كان اشد هكذا فى محيط السرخسى نمبر ۱

اگر کوئی صاحب نصاب مقررہ وقت پر زکوٰۃ ادا نہ کرے حتی کہ وہ کسی ایسے مرض میں مبتلا

ہو جائے جس میں موت کا اندیشہ ہو اور اس کے پاس موجودہ حالت میں زکوۃ کی ادائیگی کیلئے کوئی مال نہ ہو اور وہ زکوۃ کی ادائیگی کیلئے قرض لینا چاہتا ہو تو اگر اس کا غالب گمان یہ ہو کہ قرض لیکر زکوۃ ادا کرنے کے بعد وہ قرض کی ادائیگی کر سکے گا تو اس کیلئے بہتر یہ ہے کہ وہ قرض لیکر زکوۃ ادا کرے لیکن اگر اس کا غالب گمان یہ ہو کہ قرض لینے کے بعد وہ اسے ادا نہ کر سکے گا تو پھر اس کیلئے قرض نہ لینا بہتر ہے اسلئے کہ زکوۃ اللہ کا حق ہے اور قرض بندے کا حق ہے اور بندے کے حق کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حق سے زیادہ سخت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اگر چاہے تو اپنے حق کو معاف فرمائیں گے لیکن کسی بندے کے حق کو معاف نہیں فرماتے۔

اس سے حقوق العباد کی اہمیت معلوم ہو گئی کہ جب ایک ہی وقت میں دو حق جمع ہو گئے تو شریعت نے اس میں حق العبد کو ترجیح دی ہے۔ اسی لئے اگر کسی نے دنیا میں دوسرے کا حق تلف کر لیا اس کے حق کی ادائیگی میں کوتاہی کی تو قیامت کے دن اس کو اس کا حساب دینا پڑے گا۔ کوئی جنتی جنت میں اور کوئی جہنمی جہنم میں اس وقت تک داخل نہیں ہو سکے گا جب تک کہ اس کے ساتھ اس کے ذمہ واجب الاداء حقوق العباد کا احتساب نہ کیا جائے۔ حافظ ابن کثیرؒ نے اپنی شہرہ آفاق تفسیر میں ایک روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمام بندوں سے مخاطب ہو کر فرمائیں گے۔

" أنا الملك ، أنا الديان لا ينبغي لاحد من اهل النار ان يدخل النار وله عند احد من اهل الجنة حق حتى اقصه منه ولا ينبغي لاحد من اهل الجنة ان يدخل الجنه وله عند رجل من اهل النار حق حتى اقصه منه حتى اللطمة" (٢)

میں (حقیقی) بادشاہ ہوں۔ میں (ظالم سے مظلوم کا) حساب لینے والا ہوں۔ اگر کسی جہنمی کا کوئی حق کسی جنت کے ذمے باقی ہو تو اس وقت تک وہ جہنمی جہنم میں داخل نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کا بدلہ اس جنتی سے نہ لوں۔ اور اگر کسی جنتی کا کوئی حق کسی جہنمی کے ذمے باقی ہو تو اس وقت تک وہ جنتی جنت میں داخل نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کا حق اس جہنمی

سے وصول نہ کر لوں۔ یہاں تک کہ اگر کسی نے دوسرے کو تھپڑ لگایا ہو تو اس کا بھی حساب لیا جائے گا۔ یعنی ایسی چیزیں جو بظاہر معمولی نظر آتی ہیں ان کا بھی حساب ہو گا اور جس شخص نے دوسرے کا حق نہ تو ادا کیا ہو اور نہ اس سے دنیا میں معاف کرایا ہو تو قیامت میں اس سے اس دوسرے کا حق وصول کیا جائے گا اور حق وصول کرنے کی صورت اس طرح ہو گی کہ اس حق کے بدلے اس کی نیکیاں صاحب حق کو دی جائیں گی اور اگر اس کے پاس نیکیاں ختم ہو جائیں تو پھر دوسرے کے گناہ اس پر ڈال دیے جائیں گے جس سے اس کے گناہوں کا پلڑا بہت بھاری ہو کر جہنم میں جانے کا سبب بنے گا۔

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے پوچھا کہ "اتدرون ما المفلس "کیا تمہیں معلوم ہے کہ (نادار) مفلس کسے کہتے ہیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ ہم نادار اس کو کہتے ہیں کہ جس کے پاس کوئی درہم اور مال متاع نہ ہو۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ میری امت میں مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن بہت سارے اعمال جیسے نماز، روزہ اور زکوۃ لے کر آئے گا لیکن کسی کو گالی دی ہو گی اور کسی پر بہتان لگایا ہو گا اور کسی کا مال ناجائز طریقے سے کھایا ہو گا اور کسی کا خون بہایا ہو گا اور کسی کو بے جا مارا ہو گا۔ لہذا اس کی نیکیاں لیکر ان مظلومین کو دی جائیں گی۔ اگر نیکیاں ختم ہو جائیں اور حق لینے والے ابھی باقی ہوں تو پھر ان مظلومین کے گناہ اس کے پلڑے مین ڈال دیے جائیں گے۔ پھر اس کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ (٣)

ملا علی قاریؒ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں۔

فيه اشعار بانه لا عفو ولا شفاعة فى حقوق العباد (٤)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حقوق العباد کے سلسلے میں کوئی درگذر اور کوئی شفاعت قبول نہیں کی جائے گی۔

علامہ قرطبیؒ نے اس حدیث کی تشریح میں لکھا ہے۔

ففيه مايدل على وجوب السعى فى التخلص من حقوق الناس فى الدنيا

بکل ممکن والاجتهاد فی ذلک (۵)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دنیا میں لوگوں کے حقوق سے اپنے آپ کو چھڑانے کیلئے ہر ممکن کوشش کرنا واجب ہے۔

معلوم ہوا کہ حقوق العباد کا مسئلہ بہت نازک ہے۔ قیامت کے دن عین حساب کتاب کے موقع پر جب انسان ایک ایک نیکی کا محتاج ہوگا، اور کوئی بھی انسان اپنے ماں باپ، بیوی، بچوں یا بھائی کو ایک نیکی دینے کیلئے تیار نہ ہوگا اس ہولناک دن میں حقوق العباد میں کوتاہی کرنے والے کی تمام نیکیاں چھین لی جائیں گی اور باوجود نماز، روزہ کے کثرت کے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ اعاذنا الله منها

بعض روایات میں آتا ہے کہ قیامت کے دن اس شخص کو لوگوں کے سامنے کھڑا کر کے اعلان کیا جائے گا کہ یہ فلاں بن فلاں ہے۔ جس کا اسی کے ذمہ کوئی حق باقی ہو تو وہ آکر اس سے اپنا حق وصول کرلیں اسی لئے اس دن کے آنے سے پہلے پہلے حقوق العباد کی ادائیگی کی فکر کرنی چاہیے ماں باپ، بہن بھائی، بیوی بچے، رشتہ دار، پڑوسی اور وہ لوگ جن سے کوئی نہ کوئی واسطہ پڑتا ہے ان کے جو حقوق اپنے ذمے واجب الاداء ہیں تو ان کو احسن طریقے سے ادا کرنے چاہیں اگر خدانخواستہ ان میں غفلت برتی جارہی ہو تو یہ بہت بڑی تباہی اور بربادی کا سبب بن سکتا ہے، اسی لئے آج توبہ واستغفار کر کے ان حقوق کی ادائیگی شروع کیجئے اور جن بندوں کے حقوق تلف کر لئے ہوں، ان کو اپنا حق یا تو واپس کیجئے یا ان سے معاف کرایا جائے، تاکہ کل قیامت کو جس دن اولین وآخرین سب ایک میدان میں جمع ہوں گے، رسوائی کا سامنا نہ کرنا پڑے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے اور اپنے بندوں کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے

دارالعلوم صدیقیہ زروبی میں تیسر اسالانہ

نقشبندی اجتماع

جس میں محدث کبیر جامع شریعت وطریقت حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب دامت برکاتہم کے خلفاء اور عقیدت مند ملک بھر سے حاضر ہو کر ۷ اکتوبر ۲۰۰۰ء بروز ہفتہ سے اتوار کی ظہر تک چوبیس گھنٹے روحانی محفل و مجلس میں شریک ہوں گے

رشد وہدایت کی اس بابرکت محفل میں حاضری ہر مسلمان اپنی سعادت سمجھتے ہوئے غنیمت کے موقع سے محروم نہ ہوں

الداعی

خلف الرشید جناب صاحبزادہ حضرت مولانا حافظ حسین احمد صدیقی

رابطہ فون: 0938-480156 / 480534

عام التفسیر اور آپ کی ذمہ داری

تفاسیر اور قرآنی علوم سے وابستہ کتب کے سلسلہ میں تا
تقریباً 1,50,000 ڈیڑھ لاکھ روپے کی کتابیں خرید
ہیں جبکہ امسال یہ ہدف کم از کم تین لاکھ روپے ہے۔
حضرات نے اس میدان میں فیاضی کا مظاہرہ کر کے
جاریہ کے طور پر کتابیں خریدی ہیں اللہ تعالیٰ ان کو جزا
نصیب فرمائے آمین۔ مزید کتابیں خریدنے کے سلسلہ
جو حضرات خواہش رکھتے ہوں تو اولین فرصت میں
کر کے سعادت حاصل کر سکتے ہیں۔

جامعہ کے درجہ تخصص اور دوسرے طلباء میں تحقیق
اور علمی رسوخ پیدا کرنے کے لئے ایک وسیع کتب خا
ضرورت ہے خدا کرے کہ آپ کی حلال آمدنی سے جامع
یہ ضرورت پوری ہو کر آپ کے لئے ذریعہ نجات ب

بنوں
برانڈ ٹریڈ مارک
معیار میں اعلیٰ

توابل الادم

۱۶ سولہ اجزاء مجموعہ

بنوں
سالن مصالحہ

مرچ سرخ، دھنیا، ہلدی، لہسن، میتھی، زیرہ، کالی مرچ
دار چینی، جلوتری، الائچی کلاں، ادرک، انار دانہ، تیز پتہ
جائفل، لونگ، اور ... پوڈر

تیار کردہ: حاجی مقبول ... شاقیاز خان
گل آباد کالونی دلہ زاک ... پشاور۔ پاکستان